﴿......اِنَّ الفَضلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤتِيهِ مَن يَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَاماً مَّحْمُوْداً﴾ (بنی إسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد ۷ جمعۃ المبارک ۲۲ر دسمبر ۲۰۰۰ء شمارہ ۵۱

۲۵ر رمضان ۱۴۲۱ ہجری ☆ ۲۲ر فتح ۱۳۷۹ ہجری شمسی

رمضان میں عبادت

"عن اَبی هُریرَۃَ رَضی اللّٰهُ عنه اَنَّ رَسُولَ اللّٰه ﷺ قَال مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ".

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص ایمان کی حالت میں اور ثواب کی نیت سے رمضان میں (عبادت کے لئے) کھڑا ہوتا ہے اس کے گزشتہ گناہ بخش دئے جاتے ہیں۔(بخاری کتاب الصوم باب فضل من قام رمضان)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

دعا کرنے سے پہلے اپنی تمام طاقتوں کو خرچ کرنا ضروری ہے

دعا بجائے خود ایک مخفی سبب ہے جو دوسرے اسباب کو پیدا کر دیتا ہے

"اِیَّاكَ نَسْتَعِیْن پر اِیَّاكَ نَعْبُدُ کو تقدم اس لئے ہے کہ انسان دعا کے وقت تمام قویٰ سے کام لے کر خدا تعالیٰ کی طرف آتا ہے۔ یہ ایک بے ادبی اور گستاخی ہے کہ قویٰ سے کام نہ لے کر اور قانون قدرت کے قواعد سے کام نہ لے کر آوے۔ مثلاً کسان اگر تخم ریزی کرنے سے پہلے ہی یہ دعا کرے کہ الٰہی اس کھیت کو ہرا بھرا کر اور پھل پھول لا، تو یہ شوخی اور ٹھٹھا ہے۔ اسی کو خدا کا امتحان اور آزمائش کہتے ہیں جس سے منع کیا ہے اور کہا گیا ہے کہ خدا کو مت آزماؤ۔ جیسا کہ مسیح علیہ السلام کے مائدہ مانگنے کے قصہ میں اس امر کو بوضاحت بیان کیا گیا ہے۔ اس پر غور کرو اور سوچو۔

یہ سچی بات ہے کہ جو شخص اعمال سے کام نہیں لیتا وہ دعا نہیں کرتا بلکہ خدا تعالیٰ کی آزمائش کرتا ہے۔ اس لئے دعا کرنے سے پہلے اپنی تمام تر طاقتوں کو خرچ کرنا ضروری ہے اور یہی معنی اس دعا کے ہیں۔ پہلے لازم ہے کہ انسان اپنے اعتقاد اعمال میں نظر کرے کیونکہ خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ اصلاح اسباب کے پیرایہ میں ہوتی ہے۔ وہ کوئی نہ کوئی ایسا سبب پیدا کر دیتا ہے کہ جو اصلاح کا موجب ہو جاتا ہے۔ وہ لوگ اس مقام پر ذرا خاص غور کریں جو کہتے ہیں کہ جب دعا ہوئی تو اسباب کی کیا ضرورت ہے۔ وہ نادان سوچیں کہ دعا بجائے خود ایک مخفی سبب ہے جو دوسرے اسباب کو پیدا کر دیتا ہے اور ﴿اِیَّاكَ نَعْبُد﴾ کا تقدم ﴿اِیَّاكَ نَسْتَعِیْن﴾ پر جو کلمۂ دعائیہ ہے اس امر کی خاص تشریح کر رہا ہے۔ غرض عادۃ اللہ ہم یونہی دیکھ رہے ہیں کہ وہ خلق اسباب کر دیتا ہے۔ دیکھو پیاس کے بجھانے کے لئے پانی اور بھوک مٹانے کے لئے کھانا مہیا کرتا ہے مگر اسباب کے ذریعہ۔ پس یہ سلسلۂ اسباب یونہی چلتا ہے اور خلقِ اسباب ضرور ہوتا ہے کیونکہ خدائے تعالیٰ کے یہ دونام ہی ہیں۔ جیسا کہ مولوی محمد احسن صاحب نے ذکر کیا تھا کہ ﴿كَانَ اللّٰهُ عَزِیْزًا حَكِیْمًا﴾(النساء:۱۵۹)۔ عزیز تو یہ ہے کہ ہر ایک کام کر دینا اور حکیم یہ کہ ہر ایک کام کسی حکمت سے موقع محل کے مناسب اور موزون کر دینا۔ دیکھو نباتات جمادات میں قسم قسم کے خواص رکھے ہیں۔ تربد ہی کو دیکھو کہ وہ ایک دو تولہ تک دست لے آتی ہے، ایسا ہی سقمونیا۔ اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ یونہی دست آجائے یا پیاس بدوں پانی ہی کے بجھ جائے مگر چونکہ عجائبات قدرت کا علم کرانا بھی ضروری تھا کیونکہ جس قدر واقفیت اور علم عجائبات قدرت کا وسیع ہوتا جاتا ہے اسی قدر انسان اللہ تعالیٰ کی صفات پر اطلاع پا کر قرب حاصل کرنے کے قابل ہوتا جاتا ہے۔ طبابت، ہیئت سے ہزار ہا خواص معلوم ہوتے ہیں۔ علوم ہیں ہی کیا؟ صرف خواص الاشیاء ہی کا تو نام ہے سیارہ، ستارہ نباتات کی تاثیریں اگر نہ رکھتا تو اللہ تعالیٰ کی صفتِ علیم پر ایمان لانا انسان کے لئے مشکل ہو جاتا۔ یہ ایک یقینی امر ہے کہ ہمارے علم کی بنیاد خواص الاشیاء ہے۔ اس سے یہ غرض ہے کہ ہم حکمت سیکھیں۔ علوم کا نام حکمت بھی رکھا ہے۔ چنانچہ فرمایا ﴿وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا كَثِیْرًا﴾۔(البقرۃ ۲۷۰)

پس ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ﴾ کا مقصد یہی ہے کہ اس دعا کے وقت ان لوگوں کے اعمال، اخلاق، عقائد کی نقل کرنی چاہئے جو مُنْعَم عَلَیْهِ ہیں۔ جہاں تک انسان سے ممکن ہے عقائد، اخلاق اور اعمال سے کام لے۔ اس امر کو تم مشاہدہ میں دیکھ سکتے ہو کہ جب تک انسان اپنے قویٰ سے کام نہیں لیتا وہ ترقی نہیں کر سکتا یا ان کو اصل غرض اور مقصود سے ہٹا کر کوئی اور کام ان سے لیتا ہے جس کے لئے وہ خلق نہیں ہوئے تو بھی وہ ترقی کی راہ میں نہ بڑھیں گے۔ اگر آنکھ کو چالیس روز بند رکھا جاوے گا تو اس کے دیکھنے کی طاقت سلب ہو جاوے گی۔ پس یہ ضروری امر ہے کہ پہلے قویٰ کو ان کے فطرتی کاموں پر لگاؤ تو اور بھی ملے گا۔ ہمارا اپنا ذاتی تجربہ ہے کہ جہاں تک عملی طاقتوں سے کام لیا جاوے، اللہ تعالیٰ اس پر برکت نازل کرتا ہے۔ مطلب یہی ہے کہ اوّل عقائد، اخلاق، اعمال درست کرو۔ پھر ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ﴾ کی دعا مانگو تو اس کا اثر کامل طور پر ظاہر ہوگا۔(ملفوظات جلد اول جدید ایڈیشن صفحہ ۷۸،۷۹)

تحریک جدید کے سالِ نو کا اعلان۔ گزشتہ سال میں ۱۷ نئے ممالک چندہ تحریک جدید کے نظام میں شامل ہوئے۔ مجاہدین تحریک جدید کی تعداد تین لاکھ دس ہزار سے تجاوز کر چکی ہے

آنحضرت ﷺ کے کسی چھوٹے سے چھوٹے فرمان کو بھی ماضی کی نصیحت سمجھ کر نظرانداز نہیں کرنا چاہئے

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۸ر دسمبر ۲۰۰۰ء)

لندن (۸ر دسمبر ۲۰۰۰ء): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنی علالت کے باعث کئی ہفتوں کے وقفہ کے بعد آج بنفس نفیس مسجد فضل لندن میں تشریف لا کر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۹۳ کی تلاوت و ترجمہ کے بعد ایک حدیث نبوی پیش فرمائی کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ خدا کی رضا کی خاطر جو کچھ تم خرچ کرو گے اس کا اجر تمہیں ضرور ملے گا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک ارشاد پڑھ کر سنایا جس میں ذکر ہے کہ جو شخص دینی مہمات کے لئے خرچ کرے گا اس کے مال میں برکت ہوگی۔

حضور ایدہ اللہ نے مالی امور کے متعلق آیت کریمہ، حدیث نبوی اور حضرت مسیح موعودؑ کا ایک اقتباس پیش کرنے کے بعد تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان فرمایا۔ حضور ایدہ اللہ نے بتایا کہ گزرے ہوئے سال کے دوران ۱۷ نئے ممالک کو پہلی مرتبہ تحریک جدید میں شمولیت کی توفیق ملی۔ اس طرح اب تک ۱۱۰ ممالک اس تحریک میں شامل ہو چکے ہیں اور وصولی ۱۹ لاکھ ۷۴ ہزار ۶۰۰ پاؤنڈ ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے بتایا کہ

خدا تعالیٰ کے فضل سے اس وصولی میں اس سے پہلے سال کی نسبت دو لاکھ پاؤنڈ کا اضافہ ہے۔ اسی طرح مجاہدین تحریک جدید کی تعداد میں بھی نمایاں اضافہ ہوا ہے اور یہ تعداد اب تین لاکھ دس ہزار سے تجاوز کر چکی ہے۔ ان میں زیادہ تر نومبایعین شامل ہیں اور ہندوستان اس پہلو سے سر فہرست ہے۔ افریقہ میں کینیا نومبایعین کو شامل کرنے کے لحاظ سے سب سے آگے ہے۔ پاکستان کی جماعت کو نامساعد حالات کے باوجود حیرت انگیز ترقی کرنے کا موقعہ ملا اور لاہور کی جماعت پاکستان کی تمام جماعتوں سے آگے بڑھ گئی ہے۔ اس کے بعد کراچی اور پھر ربوہ کی جماعتیں ہیں۔

حضور نے بتایا کہ امریکہ اور جرمنی کی ایک دوسرے پر سبقت کی روایت اسی طرح جاری ہے مگر اس سال باہر کے ممالک میں امریکہ دنیا بھر میں اول رہا ہے اور جرمنی کو ۶۴ ہزار پاؤنڈ سے پیچھے چھوڑ گیا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آج مَیں اس لئے خود حاضر ہوا ہوں کہ میری لمبی غیر حاضری سے جماعت بہت بے چین تھی اور مَیں خود بھی بہت بے چین تھا کہ جمعہ میں شامل ہو کر خود اپنی زبان سے جماعت کو کچھ نصیحت کر سکوں۔ حضور نے فرمایا کہ پہلی نصیحت تو یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے کسی چھوٹے سے چھوٹے فرمان کو بھی کبھی یہ سمجھ کر نظر انداز نہیں کرنا چاہئے کہ اس کا اطلاق گزرے ہوئے زمانہ پر ہوتا ہے۔ حضور نے اس ضمن میں اپنی ڈاڑھوں کی تکلیف کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ چونکہ مَیں عادتاً سخت ہڈیاں چباتا رہا ہوں اس سے ڈاڑھوں کی جڑوں پر برا اثر پڑا ہے۔ اس وقت مجھے آنحضرتؐ کا یہ فرمان یاد آیا کہ ہڈیاں نہ چبایا کرو اور کتوں کے لئے چھوڑ دیا کرو۔ حضور نے فرمایا کہ مَیں اب تک یہ سمجھتا رہا ہوں کہ یہ بات پرانے زمانے پر اطلاق پاتی ہے اب تو امیر ملکوں کے کتوں کو غریبوں سے کہیں بہتر خوراک ملتی ہے تو انہیں ہڈیوں کی کیا ضرورت ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ دانتوں کی صفائی سے متعلق آنحضرت ﷺ کی بہت سی نصائح ہیں ان پر عمل کرنے میں ہمارا فائدہ ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی کسی نصیحت کو بھی ماضی کی نصیحت نہ سمجھا جائے۔

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے اپنی بیماری کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے اپنے ڈاکٹر صاحب کا ذکر فرمایا کہ وہ خدا کے فضل سے بہت قابل ڈاکٹر ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اور ڈاکٹر بھی مشورے بھجواتے رہتے ہیں لیکن میرے ڈاکٹر صاحب کو کسی مزید مشورے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ وہ اپنے فن میں ماہر ہیں اور میری تکلیف کو اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ حضور نے فرمایا ڈاکٹر تو ڈاکٹر بعض عام لوگ بھی جن میں عورتیں خاص طور پر شامل ہیں مجھے مشورے دیتے ہیں کہ اصل میں آپ کو فلاں بیماری ہے اس کے لئے فلاں علاج کیا جائے حالانکہ مَیں نہ ان سے ملا، نہ وہ میری تکلیف سے واقف ہیں۔ حضور نے ان سب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے احساس ہے کہ ان سب کو میری صحت کی فکر ہے تو وہ ایسا کرتے ہیں لیکن وہ مہربانی فرما کر اس بارہ میں اپنے مشورے نہ دیں۔ حضور نے احباب جماعت کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کی دعاؤں سے میں نسبتاً بہتر ہوں۔

حضور ایدہ اللہ نے اپنے ذاتی خادم اور جماعتی خادم بشیر احمد صاحب کا محبت اور تحسین بھرے کلمات میں ذکر فرمایا اور فرمایا کہ آج تک مجھے جتنے بھی تحفے ملے ہیں ان میں سے یہ بہترین تحفہ ہے۔

حضور نے فرمایا کہ میرے ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ مَیں اپنے پر بوجھ نہ ڈالوں۔ حضور نے فرمایا کہ انہیں اندازہ نہیں کہ مَیں نے کتنے بوجھ اٹھائے ہیں۔ ساری زندگی خدا کے فضل سے کاموں میں گزری ہے جس شخص کی ساری زندگی کاموں میں گزری ہو اس کے لئے کام نہ کرنا بوجھ ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے اس ضمن میں اردو کلاسز، ہومیوپیتھی کلاسز، ترجمۃ القرآن کلاسز، درس القرآن، بائبل کے متعلق تحقیقی کاموں اور اس سلسلہ میں مختلف ٹیموں کا ذکر فرمایا۔ حضور ایدہ اللہ نے یہ بھی بتایا کہ امریکہ میں ڈاکٹر امتیاز صاحب حضور ایدہ اللہ کی ہومیوپیتھی والی کتاب کا انگریزی میں ترجمہ کر رہے ہیں۔ حضور نے تمام خدمت کرنے والوں کے لئے بھی دعا کی تحریک فرمائی۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ بیماری کی وجہ سے آج آپ خود نماز نہیں پڑھائیں گے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک سنت کے مطابق کسی اپنے مقتدی کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ (چنانچہ خطبہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے مسجد کی محراب میں مکرم عطاء المجیب صاحب راشد مبلغ انچارج برطانیہ کی امامت میں ان کی دائیں جانب کھڑے ہو کر نماز ادا کی) حضور نے بتایا کہ اللہ کے فضل سے مَیں نے گزشتہ تین خلفاء سے زیادہ باجماعت نمازیں پڑھائی ہیں۔ اب ایک اور سنت پر بھی عمل کرنے دیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اکثر اپنے کسی مقتدی کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے اور اس کا استنباط آپؑ نے حدیث نبوی سے کیا تھا۔ حضور نے فرمایا کہ میں یہ نہیں جانتا کہ مجھے ہمیشہ اسی پر عمل کرنا پڑے گا یا خدا یہ توفیق بھی عطا فرمائے گا کہ خود ہی خطبہ بھی دوں اور نماز بھی پڑھاؤں۔ حضور نے احباب کو تحریک فرمائی کہ وہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ بیماری کو کلیۃً دور فرمادے۔

تمام قارئین الفضل انٹرنیشنل اور احباب جماعت احمدیہ عالمگیر کو

عیدالفطر مبارک ہو ——— (مدیر)

منظوم کلام سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

گھٹا کرم کی ، ہجومِ بَلا سے اُٹھی ہے
کرامت اِک دِلِ دَرد آشنا سے اُٹھی ہے

جو آہ ، سجدۂ صبر و رضا سے اُٹھی ہے
زمین بوس تھی ، اُس کی عطا سے اُٹھی ہے

رَسائی دیکھو! کہ باتیں خدا سے کرتی ہے
دُعا۔ جو قلب کے تحتُ الثّریٰ سے اُٹھی ہے

یہ کائنات اَزَل سے نہ جانے کِتنی بار
خَلا میں ڈُوب چکی ہے خَلا سے اُٹھی ہے

سَدا کی رَسم ہے ، اِبلیسیّت کی بانگِ زبُوں
انا کی گود میں پَل کر اِباء سے اُٹھی ہے

حَیا سے عاری ، سِیَہ بَخت ، نیش زَن ، مَردُود
یہ واہ واہ کسی کربَلا سے اُٹھی ہے

خموشیوں میں کھنکنے لگی کَسَک دِل کی
اِک ایسی ہُوک دلِ بے نوا سے اُٹھی ہے

مَسیح بن کے ، وہی آسماں سے اُتری ہے
جو اِلتجا ، دلِ ناکتخدا سے اُٹھی ہے

وہ آنکھ اُٹھی تو مُردے جگا گئی لاکھوں
قیامَت ہو گی ، کہ جو اِس اَدا سے اُٹھی ہے

اَمَرْ ہوئی ہے وہ تجھ سے محمدؐ عَرَبی
نِدائے عشق ، جو قولِ بلیٰ سے اُٹھی ہے

ہزار خاک سے آدَم اُٹھے ، مگر بخُدا
شَبیہ وہ ! جو تری خاکِ پا سے اُٹھی ہے

بنا ہے مَہْبَطِ اَنوار قادیاں۔ دیکھو
وُہی صَدا ہے ، سُنو! جو سَدا سے اُٹھی ہے

کنارے گونج اُٹھے ہیں زمیں کے ، جاگ اُٹھو
کہ اِک کروڑ صدا ، اِک صَدا سے اُٹھی ہے

جو دِل میں بیٹھ چکی تھی ، ہوائے عَیش و طَرَب
بڑے جَتَن سے ، ہزار اِلتجا سے اُٹھی ہے

حیَاتِ نَو کی تمنّا ۔ ہوئی تو ہے بیدار
مگر یہ نیند کی ماتی ، دُعا سے اُٹھی ہے

☆...... احمدی بچے عہد کریں کہ وہ تعلیم میں کسی سے پیچھے نہیں رہیں گے

☆...... ساری دنیا مقابلہ کرے تو پھر بھی خدا تعالیٰ ہماری ہی دعاؤں کو سنے گا

(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ)

مستجاب الدعوات وجود۔ خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ

(سیدہ نسیم سعید۔ لاہور)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ ۸ر ستمبر ۲۰۰۰ء میں فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں کثرت سے ایسے گواہ موجود ہیں جنہوں نے اس عاجز کی دعاؤں کو کثرت سے قبول ہوتے دیکھا ہے"۔

(الفضل انٹرنیشنل ۲۰ر تا ۲۶ر اکتوبر ۲۰۰۰ء)

خدا تعالیٰ نے اپنی رحمتِ خاص سے جماعت احمدیہ کو خلیفہ کی صورت میں ایک ایسا بابرکت وجود عطا فرمایا ہوا ہے جو مادرِ مہربان کی طرح ہے۔ ساری دنیا سے افراد جماعت اپنے دکھ، درد، تکلیف اور مصیبت حضور کی جھولی میں ڈال دیتے ہیں جیسے کہ حضور خود بھی فرماتے ہیں ۔

ہر روز نئے فکر ہیں، ہر شب ہیں نئے غم
یارب یہ مرادل ہے کہ مہمان سرا ہے

لیکن حضور نت نئے غم والم، دکھ درد لے کر سمیع و مجیب خدا کے آستانے پر گر جاتے ہیں اور جماعت کو تسلی دیتے ہیں کہ مَیں تمہارے لئے دعا کروں گا۔ جیسے کہ فرماتے ہیں۔

تمہاری خاطر ہیں میرے نغمے، مری دعائیں تمہاری دولت
تمہارے دردو اَلم سے تر ہیں مرے سجود و قیام کہنا.

اور پھر یہ دعائیں خدا تعالیٰ کے رحم کو پگھلاتی ہیں اور خدا تعالیٰ اپنے پیارے کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے کیونکہ اس نے اپنے بندہ خاص کو قبولیت دعا کا نشان دیا ہوتا ہے جیسا کہ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ جس کسی کو منصب خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اس کی دعاؤں کی قبولیت کو بڑھا دیتا ہے کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے"۔

(انوار العلوم جلد دوم صفحہ ۴۷)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کی برکت سے ہر احمدی کی زندگی قبولیت دعا کے تجربوں اور مشاہدوں سے پُر ہے اور یہی تعلق باللہ، روحانی زندگی کی علامت ہے۔

یوں تو بہت سے واقعات میری اور میرے افراد خاندان کی زندگی میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کی دعا کی قبولیت کے شاہد ہیں ان میں سے چار کا ذکر تحدیث نعمت کے طور پر کرتی ہوں۔

☆......☆......☆......☆

پہلا واقعہ

میرے بھائی ڈاکٹر سید برکات احمد صاحب مثانہ کے کینسر سے بیمار تھے۔ کینسر سینٹر امریکہ میں مثانے کا آٹھ گھنٹے کا آپریشن ہوا اور ڈاکٹروں نے چار سے چھ ہفتے کی زندگی بتائی۔ لیکن حضرت صاحب کی دعا کی قبولیت کے نتیجے میں خدا کے فضل سے چار سال تک زندہ ہی نہیں رہے بلکہ حسب سابق نہایت محققانہ اور عالمانہ زندگی گزاری۔

ڈاکٹر سید برکات احمد ربع صدی تک انڈین فارن سروس میں رہے۔ دستور اور آئین سے متعلق قوانین کے ماہر وکیل تھے۔ تاریخ دان تھے۔ عربی، فارسی، ترکی، جرمن، ہندی، انگریزی اور اردو زبان کے ماہر تھے، مصنف اور محقق تھے۔ مستشرقین کے اس اعتراض کے جواب میں کہ حضور ﷺ نے خیبر کے باغی یہودیوں کو ظلم وجور سے ناحق قتل کروایا۔ برکات صاحب نے "Muhammad & the Jews" تحقیقی کتاب لکھی جس میں مستشرقین کے اعتراضات کے روشن اور مسکت دلائل سے جوابات دئے۔ آپ نے قرآنی علوم اور قرآنی انوار کو انگریزی دان طبقے تک پھیلانے کے لئے بہت سی کتابیں لکھیں۔ آپ کو صحافت ورثے میں ملی تھی۔ ۱۹۸۱ء تا ۱۹۸۶ء میں ہندوستان ٹائمز، ہندوستان کے چوٹی کے انگریزی اخبار میں "مسلم ورلڈ" کالم میں ایک مخلص احمدی کی سوچ کے مطابق مضامین لکھتے تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے ۱۹۸۲ء میں مسجد بشارت سپین کا افتتاح فرمایا۔ یہ ایک زبردست تاریخی موڑ تھا کہ سات سو سال بعد وہاں پہلی مسجد احمدیوں نے بنائی۔ برکات صاحب نے اس موقع پر "Living with the Past" کے عنوان سے کالم لکھا۔ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ نے شاباش دی اور حضور نے پسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: "میرا بس چلے تو آپ کا ایک ایک منٹ، خدمت دین اسلام میں مسخر کردوں...... مستشرقین کے مقابلے کے لئے جن مصابیح کی آسمانِ احمدیت کو ضرورت ہے اور جن شہب کی تلاش ہے انہی میں سے ایک آپ بھی ہیں جن کی میری نظروں کو جستجو اور انتظار ہے"۔

۱۹۸۳ء کے اواخر میں برکات صاحب نے حضور سے حضور کی کتاب "مذہب کے نام پر خون" کا ترجمہ انگریزی میں کرنے کی درخواست کی جو حضور نے ازراہ شفقت قبول فرمائی۔ ۱۹۸۰ء سے برکات صاحب مثانے کی تکلیف میں مبتلا تھے۔ پیشاب بند ہو جاتا تھا اور Dilation کروانی پڑتی تھی۔ جون ۱۹۸۴ء میں مثانے کے کینسر کا ہندوستان میں ناکام آپریشن ہوا اور ستمبر ۱۹۸۴ء میں کینسر سینٹر امریکہ میں آٹھ گھنٹے کا ناکام آپریشن ہوا اور چوٹی کے ماہر ڈاکٹروں نے کہا کہ ۴ سے ۶ ہفتے کی زندگی باقی ہے۔ حضور کی خدمت میں برکات صاحب کے سب بھائی بہن دعا کے لئے خط لکھ رہے تھے اور حضرت مسیح الزمان کے غلام نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور موت ٹل گئی۔ حضور نے برکات صاحب کو ایک خط کے جواب میں فرمایا "دعا کی تحریک پر مشتمل آپ کے پرسوز وگداز خط نے خوب ہی اثر دکھایا اور آپ کے لئے نہایت عاجزانہ فقیرانہ دعا کی توفیق ملی۔ اور ایک وقت اس دعا کے دوران ایسا آیا کہ میرے جسم پر لرزہ طاری ہو گیا۔ مَیں رحمتِ باری سے امید لگائے بیٹھا ہوں کہ یہ قبولیت کا نشان تھا"۔

برکات صاحب کی صحت بہتر ہو رہی تھی۔ حضور نے ان کے خط کے جواب میں تحریر فرمایا: "یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ بفضلہٖ تعالیٰ آپ روبصحت ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی ذات میں احیائے موتی کا ایک کرشمہ دکھا رہا ہے، الحمد للہ ثم الحمد للہ"۔

برکات صاحب حضور کی کتاب کا انگریزی میں ترجمہ کر رہے تھے ساتھ ہی چیک اَپ وغیرہ کراتے اور ڈاکٹر ان کی زندگی اور فعال علمی و تحقیقی زندگی پر حیرت زدہ تھے اور برکات صاحب انہیں بتاتے کہ ہمارے روحانی پیشوا کی دعائیں خدا تعالیٰ نے سنی ہیں تو سر ہلا کر ڈاکٹر کہتے ہاں معجزہ ہے معجزہ ہے۔

۳۱ر جولائی ۱۹۸۸ء کو برکات صاحب کا انتقال ہوا۔ ۵ر اگست ۱۹۸۸ء کو حضور نے نماز جنازہ پڑھاتے ہوئے فرمایا: "سید برکات احمد معروف شخصیت ہیں ہندوستان کی۔ علمی لحاظ سے بھی اور کئی پہلوؤں سے جماعت کے بڑے مخلص فدائی کارکن تھے۔ ان کو چند سال سے ایسا کینسر تھا جس کے متعلق ڈاکٹروں کا یہ خیال تھا کہ آج سے بہت پہلے فوت ہو جانا چاہئے تھا...... مَیں نے کہا ڈاکٹروں کی باتیں نہ مانیں، اللہ کی مرضی ہے۔ دعائیں بھی کرتا ہوں آپ بھی کریں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فضل کیا۔ ......بچ گئے بلکہ کام شروع کر دیا اور پھر کام بھی ایسا کیا کہ "مذہب کے نام پر خون" کتاب کا اس بیماری میں ترجمہ شروع کیا اور وہ مکمل ہو گیا۔ اللہ کے فضل سے پھر اس کی نظر ثانی کی............"۔

☆......☆......☆......☆

دوسرا واقعہ

۱۹۸۶ء میں میرے شوہر محمد سعید احمد صاحب بیٹے کی بارات ربوہ سے لاتے ہوئے کار کے حادثہ میں شدید زخمی ہو گئے۔ بائیں آنکھ اور سر پر بہت زخم آئے۔ حضور کی خدمت میں فوراً دعا کا تار دیا۔ حضور کا فوراً جواب آیا۔ "دعا کر رہا ہوں اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا اور ہر قسم کی پیچیدگی سے انشاء اللہ محفوظ رکھے گا"۔

سعید صاحب کے چہرے اور سر پر ۳۲ ٹانکے لگے۔ آنکھ کا آپریشن کیا گیا جس کا نور حادثے میں ہی ختم ہو چکا تھا۔ لیکن آنکھ کو اس کی بناوٹ کے مطابق ہی صحیح کر دیا گیا۔ چند دن سعید صاحب کو انتہائی نگہداشت میں رکھا گیا۔ خدشہ تھا کہ کہیں کوئی زخم Septic نہ ہو جائے۔ حضور کی خدمت میں تار دیا گیا کہ حضور آنکھ حادثے میں ہی بے نور ہو چکی ہے۔ دعا کیجئے خدا تعالیٰ معذوری اور محتاجی کی زندگی سے بچائے۔ حضور کا جواب آیا "اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا۔ دعا کر رہا ہوں۔ انشاء اللہ سعید صاحب پہلے سے بھی زیادہ فعال کام کرتے رہیں گے"۔ حضور کی دعاؤں کی قبولیت کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ نے فضل فرمایا اور سعید صاحب تیزی سے روبصحت ہوتے چلے گئے۔ اور دو مہینے بعد خدا کی حمد کرتے ہوئے خود کار چلا کر ربوہ کسی میٹنگ میں شرکت کے لئے گئے۔

سعید صاحب ۱۹۸۷ء میں جب جلسہ انگلستان پر گئے، حضور نے ملاقات میں فرمایا "الحمد للہ خدا تعالیٰ نے آپ کو نئی زندگی عطا فرمائی"۔ حضور کی دعا قبول کرتے ہوئے خدا تعالیٰ پہلے سے بھی بڑھ کر سعید صاحب کو اعلیٰ خدمات دینیہ بجالانے کی مقبول توفیق دیتا رہا۔ اب بھی صبح سے شام تک ایک آنکھ سے نہایت درجہ مطالعہ اور تصنیف و تحریر کا کام کرتے اور خدا تعالیٰ کی حمد کے ترانے گاتے ہیں۔

☆......☆......☆......☆

تیسرا واقعہ

میری بیٹی خالدہ احمد اہلیہ میجر غفور احمد شرما کے ایک بیٹی کے بعد تین ابارشن ہوئے۔ ہر قسم کا علاج کروایا بلکہ مَیں جب ۱۹۹۲ء میں دوسری مرتبہ لندن گئی تو وہاں کے ایک ماہر گائناکالوجسٹ کو خالدہ کے علاج کے تمام کاغذات دکھائے۔ انہوں نے بھی کچھ دوائیں تجویز کیں، لیکن کوئی فرق نہیں ہوا۔ تیسری مرتبہ ستمبر ۱۹۹۴ء میں لندن حضور سے ملاقات میں مَیں نے عرض کیا کہ حضور خالدہ کی بیٹی اب بارہ سال کی ہو گئی ہے، تین ابارشن ہوئے اور ہر قسم کا علاج کروایا کوئی مزید اولاد نہیں ہے۔ حضور دعا بھی کیجئے اور دوا بھی دیجئے۔ حضور نے فرمایا ہاں ہاں 'فاطمہ جناح' کے لئے مَیں ضرور دعا کروں گا۔ (جب یہ چھ سال کی تھی حضرت صاحب اس وقت صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ تھے۔ اور سعید صاحب قائد خدام الاحمدیہ سیالکوٹ تھے۔ خدام کی تربیتی کلاس پر آپ سیالکوٹ تشریف لائے اور ہماری کوٹھی پر قیام فرمایا۔ یہ صدر ایوب اور مس فاطمہ جناح کے الیکشن کا زمانہ تھا۔ خالدہ نے اور خالد نے حضور کو زبانی تقریریں سنائیں تو حضرت صاحب نے خالدہ کو مس فاطمہ جناح کہا۔ تب سے ہمیشہ فاطمہ جناح کہہ کر اس کا حال پوچھتے رہے)۔ حضور نے فوراً ہومیو پیتھی کا نسخہ لکھوایا۔ مَیں نے لندن سے ٹیلیفون پر خالدہ کو نسخہ لکھوا دیا۔ خالدہ نے فوراً دوائی شروع کر دی اور ایک ماہ میں امید سے ہو گئی۔ ۷ر جولائی ۱۹۹۵ء کو اللہ تعالیٰ نے اسے وقف نو بیٹی عطا فرمادی اور بغیر مزید کسی علاج کے ۲۳ر دسمبر ۱۹۹۶ء کو ایک بیٹا بھی عطا فرمادیا اور قبل از ولادت دعائیہ خط کے جواب میں حضرت صاحب نے تحریر فرمایا بچے کو میرا پیار دیں۔ لڑکا ہو تو حاشر احمد نام رکھیں۔ لڑکی ہو تو نائلہ صدف رکھیں۔

☆......☆......☆......☆

چوتھا واقعہ

یہ واقعہ بہت سنگین نوعیت کا ہے جو محض خدا تعالیٰ کے فضل اور حضور کی خاص دعاؤں کی قبولیت سے ٹھیک ہوا۔

ہوا یوں کہ میری ایک عزیزہ بیرون ملک

جاتے ہوئے مجھے اپنی کوٹھی کی ذمہ داری سونپ گئیں۔ کرائے دار نے جب کوٹھی خالی کی تو اس کی مرمتیں کرواکر فروخت کرنے کی تجویز تھی۔ کوٹھی کے کاغذات نامکمل تھے۔ دفاتر میں نااہلی اور رشوت ستانی کی وجہ سے کاغذات کی تکمیل میں تاخیر ہوتی گئی۔ گاہک بھی آتے رہے۔ ایک گاہک کا صبح شام فون آتا کہ ہم کاغذات خود مکمل کروالیں گے آپ کسی سے سودا نہ کریں۔ اور اچانک ایک دن ہمارے چوکیدار اور اس کی بیوی کو کوٹھی سے نکال کر قبضہ کر لیا اور تھانے اور عدالت میں ہمارے خلاف الٹی رپورٹ کی کہ یہ گھر کے کاغذات ہیں ہم سے قسطوں میں فلاں بینک میں ان چیک نمبر پر قیمت وصول کر چکے ہیں۔ اور ہمارے نام کوٹھی ٹرانسفر نہیں کرا رہے۔ ایک بڑا گروپ ان کی پشت پناہی کر رہا تھا۔ عدلیہ کے ایک بہت بڑے افسر نے پولیس کے اعلیٰ افسران کو ہم سے تعاون کے لئے کہا۔ سب نے تعاون کا یقین دلایا لیکن تین دن تک مجرموں کے خلاف تھانے میں ایف آئی آر تک نہیں کاٹی گئی بلکہ ہمیں دھمکیاں بھی دی گئیں، جانیں بھی خطرے میں تھیں۔ میرے چاروں بیٹے پنڈی، اسلام آباد، لاہور میں نہایت درجہ بھاگ دوڑ کرتے رہے لیکن بے سود۔ پریشانی میں حواس بھی گم ہو جاتے ہیں کہ اچانک خیال آیا کہ حضور کو دعا کے لئے فیکس دوں۔ ادھر حضور کو فیکس دی گئی ادھر جہاں ہاتھ نہیں پڑتے تھے وہاں خدا کے فرشتے مدد کے لئے آنے لگے۔ کوٹھی پر قبضہ گروپ کی چار پجارو گاڑیاں کھڑی تھیں۔ آٹھ دس مسلح لوگ اندر تھے۔ پولیس کو جاتے ہوئے خوف آتا تھا۔ فیکس کے ساتھ ہی حضور کی دعائیں خدا تعالیٰ نے قبول فرمانی شروع کیں۔ آرمی مانیٹرنگ سیل کا ایک بہادر افسر اللہ تعالیٰ نے مددگار بنایا جس نے فوراً ہی ایف آئی آر درج کرائی۔ اور سختی سے فوراً ملزموں کو گرفتار کرنے کا حکم دیا۔ رات کو تھانے میں چند بیمار کمزور سے سپاہی ڈیوٹی پر تھے۔ ڈر تھا کہ یہ مسلح ملزموں کا کیسے مقابلہ کر کے انہیں گرفتار کریں گے۔ لیکن خدائی تقدیر اپنے پیارے خلیفہ کی دعا سے حرکت میں آچکی تھی۔ چوتھے روز علی الصبح جب ملزموں کا سرغنہ پجارو میں کوٹھی سے باہر نکلا کہ ایک فرلانگ کے فاصلے پر پولیس کی گاڑی نے اچانک آکر پجارو کا راستہ روک لیا۔ سب سپاہی جلدی جلدی کودے اور مجرم کو گرفتار کر کے تھانے میں لاکر بند کر دیا۔ اس طرح بہانے بہانے سے ایک ایک ملزم کو کوٹھی سے باہر بلاتے اور پکڑ کر تھانے میں بند کرتے جاتے۔ یہ لمبی روئیداد ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ حضور کی دعا کی قبولیت نے معلوم ہوتا ہے کہ مجرموں سے عیاری مکاری چھین لی اور بیمار اور ڈرپوک سپاہی دلیر کر دئے گئے۔ چاروں پجارو گاڑیاں تھانے کے سامنے لاکر کھڑی کر دی گئیں۔ میرے بیٹے جو دن رات کچہریوں عدالتوں، دفاتر اور تھانوں میں چکر لگاتے تھے انہوں نے خود مجرموں کی گرفتاری کا ڈرامہ دیکھا۔ خدا کی حمد کرتے تھے جس نے چاروں طرف مددگار عطا کر دئے۔ اخباروں میں مجرموں کی گرفتاری کی خبریں شائع ہوئیں تو پتہ چلا کہ ایک بڑے گروہ کی پشت پناہی ان کو حاصل ہے۔ چاروں پجارو بھی ملزمان کی نہیں تھی ان کے مالک تھانے پہنچ گئے۔ کتنے ہی مقدمات اور جرائم میں مختلف جگہ یہ ملزم مطلوب تھے لیکن پکڑے نہیں جاتے تھے۔ حضور کی دعا کی قبولیت سے چند دن کے اندر کوٹھی ہمیں واپس مل گئی۔ ہر شخص حیران تھا کہ کبھی قبضہ گروپ سے جائیداد واپس نہیں ملتی۔ مقدمات میں عمریں گل جاتی ہیں، پیسہ اور وقت ضائع ہوتا ہے۔ کتنے ہی مقدمات درج کئے گئے اور جہاں بھی رکاوٹ ہوتی حضور کو فیکس دیتی اور کام آسان ہونے شروع ہو جاتے۔ نشیب و فراز آتے رہے تاکہ قبولیت دعا پر ایمان بڑھتا جائے۔ بلکہ ایک وقت ایسا آیا کہ ملزمان کی پشت پناہی کرنے والوں نے اس قدر دباؤ ڈالا کہ ساتھ دینے والے ان کی طاقت سے مرعوب ہو کر ہم سے بے رخی برتنے لگے۔ حضور کو فیکس دی اور معجزانہ طور پر حالات پھر ہمارا ساتھ دینے لگے۔ سب ہی حیران ہیں کہ یہ ملزمان پکڑے نہیں جاتے کیسے پکڑے گئے۔ اب وہ مختلف جرائم کی سزا پا رہے ہیں۔ اس کوٹھی کی فروخت تک جب بھی رکاوٹ حائل ہوتی حضور کی خدمت میں فیکس دی اور خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے حضور کی دعا کی قبولیت کے نتیجہ میں ہمارے سارے کام معجزانہ کئے۔ الحمد للہ۔

اس طرح کے سینکڑوں ہزاروں بلکہ لاتعداد تجربے اور مشاہدے افراد جماعت نے کئے اور دیکھے ہیں۔ ان نشانات کا ذکر جو خلیفہ وقت کے ہاتھوں خدا تعالیٰ دکھاتا ہے ازدیاد ایمان کا باعث ہوتے ہیں۔ اگر ہم اپنی تکالیف بیان کرنے سے جھجکتے ہیں کہ حضور کو کیوں پریشان کریں تو حضور فرماتے ہیں۔

تمہارے خونِ جگر کی مَے سے ہی میرا ابھرتا ہے جام کہنا

پھر مزید تسلی دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

الگ نہیں کوئی ذات میری، تمہی تو ہو کائنات میری
تمہاری یادوں سے ہی مُعَنْوَن ہے زیست کا اِنصِرام کہنا

حضور اگر ہمیں اپنی ذات سے وابستہ فرما رہے ہیں تو ساتھ ہی نیکی، تقویٰ، ایمان و اخلاص کی تحریک و تلقین کرتے ہوئے یہ بھی فرماتے ہیں کہ میری دولت سچے دل اور متقی لوگ ہیں۔

کوئی احمدیوں کے امام سے بڑھ کر کیا دنیا میں غنی ہوگا
ہیں سچے دل اس کی دولت، اخلاص اس کا سرمایا ہے۔

اے پیارے خدا!! ایسا پیارا خلیفہ جو سراپا محبت شفقت اور دعا ہے ہماری بھی ساری دعائیں حضور کے لئے قبول فرمالے۔ اور آپ کو صحت و سلامتی، فتح و ظفر والی لمبی عمر عطا فرما اور آپ کے مبارک ہاتھوں پر اسلام اور احمدیت کو عالمگیر غلبہ عطا فرما دے۔ آمین، ثم آمین۔

قطعی طور پر ناقابل معافی

ادارتی نوٹ روزنامہ "ڈان" پاکستان

ترجمہ: مبشر احمد محمود

سیالکوٹ کے ایک گاؤں میں سوموار کی صبح جب احمدی عبادت کے لئے ایک ایسی جگہ پر جمع ہوئے جسے اب وہ مسجد بھی نہیں کہہ سکتے تو دو جنونی "مسلمانوں" نے ان پر فائرنگ کر کے پانچ افراد کو ہلاک اور دس کو شدید زخمی کر دیا۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سیالکوٹ کے پریس نوٹ کے مطابق جاں بحق ہونے والے تمام افراد "قادیانی" ہیں اور زخمیوں کی حالت تشویشناک ہے جنہیں ضلعی انتظامیہ نے ایک "محفوظ مقام" پر منتقل کر دیا ہے۔

احمدیوں کو اپنے خیال کے مطابق اسلام سے خارج اور واجب القتل سمجھنے والی اکثریت کے ہاتھوں احمدیوں کے ساتھ روا رکھے جانے والے غیر انسانی سلوک کا یہ پہلا واقعہ نہیں ہے۔ ستر کی دہائی میں ایک آئینی ترمیم کے ذریعہ ذوالفقار علی بھٹو نے احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا۔ اپنی نجی زندگی میں بھٹو یہ دعویٰ کیا کرتا تھا کہ اس نے احمدیوں کو عوام کے ہاتھوں قتل عام سے بچانے کے لئے یہ قدم اٹھایا تھا۔ مگر اس کا فائدہ کیا ہوا؟ تقریباً ۲۵ سال گزر چکے ہیں اور اقلیتوں کے خلاف عدم رواداری اور بغض کا رویہ اپنی انتہاء کو پہنچ گیا ہے۔

صرف احمدی ہی اکثریت کی "عنایات" کا شکار نہیں ہو رہے بلکہ عیسائی بھی اس "رواداری" کے تلخ تجربات حاصل کر چکے ہیں جس پر عمل کرنا اکثریت کے اپنے عقیدہ کی رو سے بھی اس کے فرائض میں شامل ہے۔ ہمارے پاس وہ الفاظ نہیں ہیں جن کے ذریعہ ہم سیالکوٹ کے اس دور افتادہ گاؤں کے بے بس احمدیوں کے ساتھ روا رکھے جانے والے ناقابل معافی جرم کی مذمت کر سکیں۔ اب وقت آگیا ہے کہ حکومت بیدار ہو اور اقلیتوں کے اپنے عقائد کے آزادانہ اظہار کے آئینی حقوق کی حفاظت کرے۔ کسی بھی مہذب معاشرہ میں مذہبی آزادی کے حق کو کسی بھی طرح بحث و تاویل کا موضوع بنا کر محدود نہیں کیا جا سکتا۔ حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ حرکت میں آئے اور اپنا شمار ان بنیادی حقوق کے محافظوں میں کروائے جن کی ضمانت اسلام اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کا آئین دیتا ہے۔

(روزنامہ "ڈان" پاکستان یکم نومبر ۲۰۰۰ء)

دائمی عید

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"عیدوں کے موقع پر اپنے غریب ہمسایوں، ضرورت مندوں کے ساتھ شامل ہونے کی کوشش کریں ان کے کچھ غم ان کے گھروں میں جا کر دیکھیں اور ان کے غم بانٹیں۔ اپنی خوشیاں ان کے پاس لے کر جائیں اور اپنی خوشیاں ان کے ساتھ بانٹیں یا اپنے گھر میں ان کو بلائیں۔ غرضیکہ غریبوں کے ساتھ عید کرنے سے بہتر دنیا میں اور کوئی عید نہیں خدا آپ کو غریبوں کی خدمت میں زیادہ ملے گا۔

اور یہ ایک آزمودہ نسخہ ہے جس نے کبھی خطا نہیں کی۔ جو خدا کے بے کس مجبور بندوں سے پیار کرتا ہے لازماً خدا اس سے پیار کرتا ہے۔ کبھی اس میں کوئی تبدیلی تم نہیں دیکھو گے۔ اپنی عیدوں کو غریبوں کی خدمت سے سجا لیں.......... پھر آپ کی عید ایسی ہو گی جو زمینی عید نہیں رہے گی بلکہ آسمان پر بھی یہ عید کے طور پر لکھی جائے گی اور اس کی خوشیاں دائمی ہونگی اور اس کی برکتیں دائمی ہونگی"۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹ / مارچ ۱۹۹۳ء)

نرم مزاج بنو کیونکہ جو نرم مزاجی اختیار کرتا ہے خدا بھی اس سے نرم معاملہ کرتا ہے۔

(سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

باجوہ ایشین مارکیٹ

سیل سیل سیل سیل

سبزی 1 Kg	5.90 DM	TRS چاول 5 Kg	10.00 DM
پانی 6 St_1.5LCristel	2.50 DM	پانی 6 St_1.5L Metzral	2.50 DM
کھجور	4.90 DM	چائے 125 Grm	1.90 DM
چائے 250 Grm	3.00 DM	تازہ حلال گوشت ایک کلو	8.00 DM

گروس گیراؤ میں B44 پر۔ نیز ۵۰ گاڑیوں کی پارکنگ کی سہولت موجود ہے

Bajwa Asian Markt

Odenweldstrasse 1 - 64521 Gross Gerau- Germany

Telefon: 06152 987480 — Fax: 06152 987481

TOWNHEAD PHARMACY

FOR ALL YOUR

PHARMAECUTICALS NEEDS

☆......☆......☆

31 Townhead Kirkintilloch

Glasgow G66 1NG

Tel: 0141-211-8257

Fax: 0141-211-8258

خطبہ جمعہ

رمضان مبارک میں اور روزوں میں انسان خدا کی خاطر خدا کی مشابہت میں قریب تر آجاتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں اس کی جزاء بن جاتا ہوں

احادیث نبویہ کے حوالہ سے اعتکاف اور روزوں سے متعلق مختلف مسائل کا تذکرہ

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔فرمودہ ۴؍مارچ ۱۹۹۴ء بمطابق ۴؍امان ۱۳۷۳ھجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم–

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

آج اللہ کے فضل کے ساتھ رمضان اپنے آخری عشرہ میں داخل ہو چکا ہے۔اگرچہ سنت کے مطابق اعتکاف کرنے والے ایک دن پہلے سے اعتکاف بیٹھ چکے ہیں لیکن دراصل اعتکاف آخری عشرے کا اعتکاف ہوتا ہے اور چونکہ آخری عشرہ کی تعیین کرنا ممکن نہیں تھا۔ممکن تھا کہ بجائے تیس دن کے انتیس کا رمضان ہو جاتا اس لئے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سنت ہمیشہ سے یہی رہی کہ احتیاطاً ایک دن پہلے اعتکاف بیٹھتے تھے۔اور اعتکاف کب شروع کیا؟ کیسے ہوا؟اور کب تک اعتکاف بیٹھتے رہے؟اس مضمون سے متعلق مَیں سمجھتا ہوں جماعت کو کچھ واقفیت کروانی چاہئے۔

علماء تو اکثر جانتے ہیں لیکن نئی نسلوں کے بچے،بعد میں آکر شامل ہونے والے ان باتوں سے بے خبر ہوتے ہیں۔یہ تو پتہ ہے کہ اعتکاف مسجد میں بیٹھا جاتا ہے لیکن اس سے متعلق دیگر باتوں کا علم نہیں اور خصوصاً سنت کی تفصیل سے بے خبری ہے اور جب تک ہم سنّت کی روشنی میں اعتکاف کو نہ سمجھیں اس وقت تک اس سے حقیقی فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔

اعتکاف کا پس منظر یہ ہے کہ جب سے دنیا بنی ہے اور عبادت فرض ہوئی ہے اعتکاف کا تصور عبادت کے ساتھ ملحق رہا ہے اور کبھی بھی اسے جدا نہیں کیا گیا۔چنانچہ پہلا گھر جو خدا کے لئے بنایا گیا اس کے مقاصد میں بھی اعتکاف کو داخل فرمایا گیا اور معتکفین کی خاطر بھی مسجد کو پاک اور صاف رکھنے کی تلقین فرمائی گئی۔اسی طرح دنیا کے تمام مذاہب میں آغاز ہی سے اعتکاف کا تصور ملتا ہے۔مَیں نے جہاں تک موازنہ مذاہب سے متعلق کتب کا مطالعہ کیا ہے مجھے ایک بھی ایسا مذہب معلوم نہیں ہوا جس میں اعتکاف کا تصور موجود نہ ہو لیکن اسلام تک پہنچتے پہنچتے یہ تصور زیادہ پختہ ہو گیا تھا اور زیادہ بالغ بن چکا تھا۔کیا فرق پیدا ہوا ہے؟ یہ مَیں آپ کو بعد میں سنت کے حوالے سے بتاؤں گا۔لیکن عموماً اعتکاف کہتے ہیں خدا کی یاد میں ایک طرف ہو رہنا اور دنیا سے ظاہری قطع تعلقی کر کے جس حد تک ممکن ہے انسان اپنے آپ کو یادِ الٰہی میں وقف کر دے۔بعض مذاہب میں اس اعتکاف میں غلو کیا گیا یہاں تک کہ زندگی بھر دنیا سے تعلق کاٹ کر الگ رہنے کا نام ہی اعتکاف سمجھا گیا۔اور بہت سے راہب اور اسی طرح ہندو سادھو وغیرہ جو دنیا سے قطع تعلق کر کے بعض دفعہ پہاڑوں کی کھوہوں میں جا بیٹھتے ہیں اور کلیۃً دنیا سے بیگانہ ہو جاتے ہیں یہ اعتکاف ہی کی بگڑی ہوئی صورت ہے جو اعتکاف میں مبالغے کے نتیجہ میں پیدا ہوئی ہے۔قرآن کریم نے عمر بھر کے لئے دنیا سے قطع تعلقی کو ناپسند ہی نہیں فرمایا بلکہ واضح طور پر اس کی مناہی موجود ہے اور یہ فرمایا گیا ہے کہ عیسائیوں میں بھی جو رہبانیت کا رواج پایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے آغاز میں اس صورت میں رہبانیت ان پر فرض نہیں فرمائی تھی بلکہ بعد میں ان لوگوں نے اس مضمون کو بگاڑ کر اسے دنیا سے عمر بھر کی قطع تعلقی پر منتج کر دیا اور ایک اچھی پر حکمت تعلیم کو،بظاہر نیکی کی خاطر،مگر بگاڑ دیا۔اور ایسا بنا دیا کہ ہر انسان کے بس میں وہ بات نہ رہی۔

قرآن کریم ایک عالمگیر تعلیم ہے اور قرآن کریم کا تعلق خانہ کعبہ کے تمام مقاصد سے بہت گہرا ہے اور قرآن کریم کا طریق یہ ہے کہ ان تمام نیکیوں کو ان کی اصل صورت پر بحال کیا جائے جس صورت میں وہ آغاز میں فرض ہوئی تھیں۔نیکیوں کی وہ صورت بحال کی جائے جو اللہ تعالیٰ بندوں سے چاہتا ہے۔اور اس ضمن میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سنت سے بہتر اور کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ ہم نیکیوں کی ماہیت کو سمجھ سکیں۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ساری زندگی اس بات کا نمونہ تھی کہ خدا سے تعلق قائم کرنا دنیا سے کلیۃً تعلق کاٹنے کو نہیں کہتے بلکہ اسے فرار کہا جاتا ہے۔اگر انسان دنیا سے کلیۃً جدا ہو جائے اور اس کی کشش اور جذب سے اتنا دُور ہٹ جائے کہ اس کی آزمائش کا سوال ہی باقی نہ رہے تو اسے خدا پرستی نہیں کہا جاتا،اسے دنیا کے خوف سے اس سے بھاگنا قرار دیا جا سکتا ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ساری زندگی جو قطع تعلقی کے نمونے ہمیں دکھاتی رہی ہے اس سے مراد یہ ہے کہ دنیا میں رہ کر اس سے الگ رہنا اور اس سے مرعوب نہ ہونا اور اس سے مغلوب نہ ہو جانا۔اسی کا نام جہاد ہے۔تمام زندگی انسان ایسے جہاد میں مصروف رہے کہ ہر طرف سے،چاروں طرف سے اسے آزمائشیں بار بار مبتلا کریں اور ٹھوکر لگانے کی کوشش کریں۔لیکن انسان صراط مستقیم پر مضبوط قدموں کے ساتھ گامزن رہے اور کسی دوسری آواز کی طرف متوجہ نہ ہو۔یہ دراصل اللہ کے لئے دنیا سے الگ ہو جانا ہے جو سنتِ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے ثابت ہوتا ہے۔اور قرآن کریم کی تمام تعلیم اسی مرکزی نقطے کے گرد گھومتی ہے۔اسی کا نام صراط مستقیم ہے،اسی کا نام حد اوسط ہے،اسی کو ﴿لَا عِوَجَ لَهٗ﴾ کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔گویا کہ وہ اپنی راہ پر جو وسطی راہ ہے،نہ افراط کی راہ ہے نہ تفریط کی راہ ہے،نہ حد سے زیادہ آگے بڑھا جا رہا ہے،نہ فرض کی ادائیگی میں کوئی کمی کی جا رہی ہے،اس متوازن رستے پر رہتے ہوئے اپنی زندگی گزارو اور ثابت قدم رہو۔یہی مضمون اعتکاف کا مضمون ہے۔اعتکاف بھی دنیا سے کچھ دیر کے لئے اس طرح الگ ہونے کا نام ہے کہ بظاہر انسان کلیۃً کٹ گیا ہو اور آزمائش سے نکل گیا ہو۔لیکن یہ عجیب بات ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس مضمون پر بھی حیرت انگیز روشنی ڈالی ہے اور اسے قربانی قرار دیا ہے۔آزمائش سے الگ ہو جانے کو آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے نیکی کا اعلیٰ درجہ نہیں بلکہ قربانی قرار دیا ہے۔

پہلے تو مَیں آپ کو مختصراً یہ بتاؤں کہ آنحضورؐ کا اعتکاف کیسے تھا۔کس طرح شروع ہوا۔سب سے پہلے تو رمضان مبارک کے ساتھ ہی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جو اعتکاف شروع کیا وہ وسط رمضان میں ہوا کرتا تھا یعنی رمضان کے دوسرے عشرے کے آغاز سے شروع ہوتا تھا اور آخر تک جاری رہتا تھا۔لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اعتکاف کو سورج ڈوبنے کے بعد اگلا دن شروع ہونے کے وقت ختم نہیں فرمایا کرتے تھے بلکہ آخری رات کو بھی بیچ میں شامل فرما لیتے تھے اور اکیس کی صبح کو اپنا اعتکاف ختم کیا کرتے تھے۔کچھ عرصہ یہی طریق جاری رہا اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ساتھ معیت کے شوق میں کئی صحابہ نے آپ کے ساتھ مسجد میں بیٹھنا شروع کر دیا۔بلکہ امہات المومنین میں سے بھی بعض نے وہاں اپنے خیمے لگا لئے۔ایک موقع پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق آتا ہے کہ آپ نے اپنا خیمہ آنحضورؐ کی اجازت سے مسجد کے صحن میں گاڑ لیا۔جب دوسری ازواج کو پتہ چلا تو دیکھا دیکھی اس شوق میں کہ یہ کیوں آگے بڑھ گئی،ہم بھی ساتھ شامل ہوں۔خود حضرت عائشہؓ سے سفارش کروا کر پہلے اجازت لی پھر آہستہ آہستہ اور خیمے بھی لگنے شروع ہو گئے جس کی براہ راست آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے اجازت نہیں لی گئی بلکہ حضرت عائشہ ہی سے اجازت لے کر کہ چلیں ہم بھی گاڑ لیں۔آپ نے فرمایا ہاں تم بھی لگا لو۔چنانچہ وہ خیمے لگ گئے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جب تشریف لائے اور مسجد میں خیمے دیکھے تو آپؐ نے فرمایا:"یہ کیا ہو رہا ہے،یہ کیسے خیمے لگے ہوئے ہیں۔تو بتایا گیا کہ یہ امہات المومنین کے خیمے ہیں۔آپ کی ازواج کے خیمے ہیں۔آپؐ نے

فرمایا: "ان کے ہاں نیکی کا یہ تصور ہے؟ اس کو نیکی کہتے ہیں؟"۔ ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ یعنی نیکی ایک طبعی خودرو خواہش کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے مگر نقالی کے نتیجے میں نہیں ہوتی۔ اور اتنا اس بات کو ناپسند فرمایا کہ اس رمضان میں اعتکاف نہیں فرمایا۔ اور اس سال کا اعتکاف کا ناغہ شوال میں پورا کیا۔ آپؐ نے فرمایا: "اس حالت میں مَیں اس مسجد میں نہیں بیٹھوں گا"۔ اور یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سیرت کی ایک عجیب شان ہے۔ ان بیویوں کو فرماسکتے تھے کہ تم یہاں سے نکل جاؤ، خیمے اٹھالو۔ کیوں نہیں کہا۔ اس لئے کہ مسجد میں اعتکاف کا عورت کا حق تسلیم فرما چکے تھے اور یہ حق حضرت عائشہؓ کی صورت میں تسلیم ہو چکا تھا تو باقی بیویوں کی صورت میں کیا عذر تھا کہ ان سے کہا جاتا کہ نہیں تمہیں اجازت نہیں ہے۔ لیکن چونکہ یہ محسوس فرمایا کہ اس میں نیکی کی خواہش سے زیادہ بیویوں کے آپس میں مقابلے کا رجحان زیادہ دکھائی دے رہا ہے۔ اس لئے آپ نے فرمایا یہ نیکی نہیں رہی کہ اس طرح اگر نقالی کرتے ہوئے نیکی اختیار کی جائے جس میں آپس کی رقابت کار فرما ہو تو فرمایا یہ نیکی نہیں رہتی۔ اور اس پر ایک ہی فیصلہ آپؐ فرماسکتے تھے کہ اچھا ان کو تو نہیں ہٹا سکتا یہاں سے، مَیں خود ہٹ جاتا ہوں۔ پس یہ عجیب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سیرت، اتنی گہرائی ہے اس سیرت میں کہ انسان ورطۂ حیرت میں ڈوب جاتا ہے۔ کیسا پاکیزہ تعلق تھا اپنی ازواج سے۔ ناپسندیدگی کا اظہار کیا تو ڈانٹ ڈپٹ کر اور غصے کے طور پر نہیں بلکہ ایک ایسے عجیب انداز سے کہ ان سے حقوق پر بھی کوئی ضرب نہیں پڑتی اور جو تکلیف اٹھائی وہ خود اٹھائی۔ لیکن اعتکاف کا ناغہ نہیں فرمایا۔ چنانچہ شوال کے ایام میں آپ اعتکاف بیٹھے۔

دنیا میں رہ کر اس سے الگ رہنا اور اس سے مرعوب نہ ہونا اور اس سے مغلوب نہ ہو جانا۔ اسی کا نام جہاد ہے۔

بیچ کے دنوں کا اعتکاف آخری عشرے کے اعتکاف میں کیسے تبدیل ہوا؟ ایک دفعہ صبح کے وقت حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ مَیں نے وہ رات دیکھی ہے یعنی لیلۃ القدر مراد تھی۔ اور وہ دیکھی ہے اکیس کی صبح کے تعلق میں جبکہ اعتکاف ختم ہو چکے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: "اس کی مجھے علامتیں بھی دکھائی گئی ہیں۔ بارش ہو رہی ہے اور چھت ٹپک رہی ہے اور مَیں سجدہ کرتا ہوں تو میرے ماتھے پر گیلی مٹی لگ جاتی ہے، اور پانی بھی مجھ پر پڑا ہوا ہے"۔ یہ فرمانے کے بعد فرمایا کہ مَیں پوری طرح یاد نہیں رکھ سکا کہ بعینہ وہ کونسی رات ہے مگر یہ نظارہ مَیں نے اکیس کی رات کو دیکھا ہے۔ اس لئے آئندہ سے مَیں آخری عشرے میں اعتکاف بیٹھا کروں گا۔ پس جن لوگوں نے میرے ساتھ اعتکاف بیٹھنے کی سعادت پائی ہے (یعنی لفظ سعادت وہاں تو استعمال نہیں فرمایا تھا، مَیں کہہ رہا ہوں کہ میرے ساتھ سعادت پائی ہے) وہ میرے ساتھ اس رمضان میں اس عشرے میں بیٹھیں۔ تو اس آخری عشرے میں بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اعتکاف میں بیٹھے اور وہ سال ایسا تھا کہ دو اعتکاف اکٹھے ہو گئے۔ ایک وسطی عشرے کا اور ایک آخری عشرے کا۔ اور راوی بیان کرتے ہیں کہ اسی رات بارش بھی ہوئی اور ہم نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی پیشانی پہ وہ مٹی لگی ہوئی دیکھی ہے۔ وہ چھت ٹپکی ہے اور خاص طور پر اس رؤیا کی صداقت کے اظہار کے طور پر وہاں ٹپکی کہ جہاں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سجدہ فرمایا کرتے تھے۔ اور پھر ہم نے دیکھا کہ آپؐ بھیگ چکے تھے اور ماتھے پر وہ گیلی مٹی لگی ہوئی تھی۔ یہ روایت بخاری کتاب الاعتکاف سے لی گئی ہے اور اس کے راوی ہیں سعید الخدریؓ جو بہت مشہور اور ثقہ راوی ہیں۔

پس اس دن سے یہ سنت پختہ ہو گئی اور اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پھر تمام زندگی قائم رہے کہ رمضان مبارک کے آخری عشرے میں اعتکاف بیٹھا کرتے تھے اور دیگر اصحاب جن کو توفیق ملتی اور مسجد میں ان کے لئے جگہ ملتی ان کو بھی اجازت تھی کہ وہ ساتھ بیٹھیں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم عام طور پر اس جگہ اعتکاف بیٹھتے تھے کہ جہاں آپ کے گھر کی طرف اندرون خانہ ایک کھڑکی مسجد میں بھی کھلتی تھی اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ بعض دفعہ سر میں تیل لگانا ہو اور کنگھی کرنی ہو تو آپ کھڑکی سے سر باہر کر دیا کرتے تھے یعنی گھر کی طرف اور مَیں وہیں سے آپؐ کے سر پر تیل لگا کر کنگھی کر دیا کرتی تھی۔

اس حدیث کو اپنے اصل مسلک سے ہٹا کر فقہاء میں یہاں تک بحثیں راہ پا گئی ہیں کہ مسجد میں بیٹھ کر حجامت بنوانا جائز ہے کہ نہیں ہے۔ اور فتویٰ دینے والوں نے فتویٰ یہی دیا کہ جائز ہے اور حوالہ اس حدیث کا دیتے ہیں۔ مجھے تعجب ہوا کہ جب مَیں نے جماعت احمدیہ کی فقہ میں دیکھا جو ہمارے ملک سیف الرحمٰن صاحب مرحوم کی تحریر کردہ ہے تو وہاں بھی یہی لکھا ہوا تھا۔ باقاعدہ بحث اٹھائی گئی تھی کہ سوال ہے کہ مسجد میں اعتکاف کے دنوں میں بیٹھ کر سر منڈوانا، حجامت کروانا جائز ہے یا نہیں۔ تو جواب یہ ہے کہ جائز تو ہے مگر مکروہ ہے۔ اور مکروہ ہونے کے لحاظ سے حضرت امام مالکؒ کا حوالہ دیا گیا ہے کہ انہوں نے اس بات کو ناپسند فرمایا۔ اس کو ناجائز اس لئے نہیں کہہ سکتے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے مسجد میں ہوتے ہوئے اعتکاف کی حالت میں سر کھڑکی سے باہر کیا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کے سر پر تیل لگایا اور کنگھی بھی کی۔ اب اس سے یہ ثابت ہو جانا تو حیرت انگیز بات ہے۔ سوال یہ ہے کہ بعض باتیں ایسی ہیں جن کا فتاویٰ سے تعلق نہیں ہوتا۔ سیدھی سادی عقل سے تعلق ہوتا ہے۔ مسجد میں حجام آنے شروع ہو جائیں اور وہاں کپڑے بچھائے جائیں اور ان پر حجامتیں ہو رہی ہوں، ایسا بھیانک تصور ہے کہ اس پر یہ سوال اٹھانا ہی بے وقوفی ہے کہ یہ جائز ہے کہ ناجائز ہے۔ اب یہ سوال اٹھنے شروع ہو جائیں فقہ میں کہ ایک آدمی اپنی ٹانگوں کے ساتھ رسیاں باندھے، الٹا لٹک جائے، الٹا لٹک کے کھانا کھائے یہ جائز ہے کہ ناجائز ہے۔ تو جواب دیا جائے گا کہ جائز تو ہے مگر مکروہ ہے۔ جواب یہ ہونا چاہئے کہ تمام اہل عقل کے لئے ناجائز ہے اور جو بیوقوف ہیں ان کے لئے ہر چیز جائز ہے، پھر مسئلہ کیا پوچھتے ہیں۔ پس جب آپ ان روایات کو یا دیگر روایات کو پڑھتے ہیں وہ روایات جن کا اعتکاف یا عبادتوں سے تعلق ہے وہاں بہت سے ایسے مضمون راہ پا گئے ہیں جن پر تعجب ہوتا ہے کہ یہ سوال اٹھائے کیوں گئے ہیں۔ لیکن اگر آج کل کا کوئی تعلیم یافتہ انسان ان تمام فقہی بحثوں کو پڑھے جن کا ذکر ہمارے فقہاء کی کتب میں ملتا ہے تو انسان حیران رہ جاتا ہے کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ بعض متنفر ہو کے دین سے ہٹ جاتے ہیں۔ کہتے ہیں یہ فقہ ہے مذہب کی۔ جو سب سے اعلیٰ مذہب، سب سے کامل مذہب اور یہ لغو بحثیں اس میں اٹھائی جا رہی ہیں۔ کوا حلال ہے کہ حرام ہے؟ اگر مکروہ ہے تو اسے طیب بنانے کے لئے کیا طریق اختیار کرنے چاہئیں۔ کتنے دن بھوکا رکھا جائے، کتنے دن صرف پانی پلایا جائے تاکہ اس کا سابقہ گند دُور ہو جائے اور اس کا گوشت حلال بن جائے۔ کتابیں لکھی گئی ہیں اس پر۔ ایسی ایسی بحثیں اٹھائی گئی ہیں کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔ ایک دوسرے کو مرنے مارنے پر تیار ہو جاتے تھے۔ جو کہتے تھے کوا کھانا جائز ہے وہ کہتے تھے کہ ہم اس کے خلاف کوئی بات سننے کو تیار نہیں اور تم دین کو بگاڑ رہے ہو جب کہتے ہو کہ کوا حرام ہے۔

اس دنیا میں جو لوگ نیکی کی تمنا رکھتے ہیں اور نیکی کرنے کی کوشش کرتے ہیں موت ان کے سفر کو ختم کر دیتی ہے مگر خدا کے نزدیک وہ نیکیاں جاری رہتی ہیں۔

مَیں آپ کو یہ اس لئے سمجھا رہا ہوں کہ اعتکاف کے تعلق میں بھی جو روایتیں ملتی ہیں ان کو عقل سے پہچاننا چاہئے۔ یہ دیکھنا چاہئے کہ ان کی روح کیا ہے۔ روح وہی ہے جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بیان فرمائی اور جس پر عمل کیا کہ کوئی غیر ضروری بات نہیں کرنی۔ نہ مسجد کے اندر نہ مسجد کے باہر۔ مسجد سے باہر نکلنا ہے تو حوائج ضروریہ کی خاطر نکلنا ہے اور وہاں سنگھار پٹار بھی نہیں کرنا۔ اور وہاں وہ زینت بھی نہیں اختیار کرنی جو عام طور پر جائز ہے۔ اس حدیث سے جو نتیجہ نکالا گیا ہے مَیں اس کے بالکل برعکس نتیجہ نکال رہا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم خود صبح اور شام اپنے گھر میں حوائج ضروریہ کے لئے داخل ہوا کرتے تھے۔ وہاں کنگھی اٹھا کر خود بھی کنگھی کر سکتے تھے۔ وہاں خود بھی تیل کی مالش سر پہ فرما سکتے تھے۔ لیکن نہیں کیا۔ کیونکہ اسے بنیادی حوائج ضروریہ میں ایسا نہیں سمجھا (حوائج ضروریہ کا مطلب یہ ہے، انتہائی بنیادی ضرورت) کہ اس پر بھی وقت لگایا جائے۔ ورنہ کئی لوگ ایسے ہیں اور خصوصاً اگر خواتین بھی اعتکاف بیٹھیں تو وہ تو بعض دفعہ آدھا آدھا گھنٹہ اپنے چہرے درست کرنے پر لگا دیتی ہیں۔ تو حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سنت کو گہری نظر سے پڑھنا چاہئے، پھر صحیح سبق ملیں گے۔ پس اس روایت سے مسجد میں دوسری چیزیں نہ کرنے کا ثبوت تو ملتا ہے، کرنے کا ثبوت نہیں ملتا۔ بالکل برعکس نتیجہ ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا اعتکاف یہ تھا کہ مسجد سے باہر نکلتے تو محض اتنا فرض ادا کرتے جس کا مسجد میں ادا کرنا ممکن نہ ہو۔ اور جہاں مسجد میں بعض چیزیں کرنا مناسب نہیں سمجھتے تھے وہاں سر باہر نکال لیا، اگر کسی کے لئے ایسا موقع ہو، کسی کا گھر اس طرح ساتھ جڑا ہوا ہو تو اس کو یہ اجازت ہے مگر اس سے زیادہ کی نہیں۔ مگر جہاں تک ضروری امور میں بعض مشوروں کا تعلق ہے وہ مسجد میں رہ کر اعتکاف کی حالت میں بھی ناجائز نہیں ہے۔

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ ایک موقع پر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اعتکاف بیٹھے ہوئے تھے تو آپ کے خیمے میں گئیں اور وہاں کچھ دیر بعض اہم امور پر آپس میں باتیں ہوئیں۔ اور یہ بات اعتکاف کی رُوح کے خلاف نہیں تھی۔ جب آپ اٹھنے لگیں تو آپ نے فرمایا ٹھہرو مَیں بھی چلتا ہوں۔ اور اس میں بھی ایک عجیب شان ہے آپؐ کے عظیم اخلاق

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

کی۔ مسجد کو اس وقت اپنا گھر بنا بیٹھے تھے۔ اپنے گھر ایک باہر کا مہمان آیا تھا اس کی عزت افزائی کے لئے مسجد کے دروازے تک چھوڑنے گئے ہیں۔ عجیب شان ہے۔ فرمایا ٹھہرو ٹھہرو، میں بھی چلتا ہوں ساتھ۔ مَیں تمہیں وہاں تک چھوڑنے جاتا ہوں جہاں تک مَیں جاسکتا ہوں اور مسجد کے دروازے پر جاکے الوداع کہا۔ یہ وہی موقع ہے جس کے متعلق وہ حسن ظن اور بدظنی کے متعلق ایک عجیب روایت ملتی ہے۔ اس وقت دو انصاری اس جگہ سے گزر رہے تھے جہاں مسجد کے دروازے سے وہ اندر دیکھ سکتے تھے کہ کیا ہو رہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو دیکھا تو سلام کیا۔ آپؐ نے فرمایا ٹھہرو ٹھہرو ابھی آگے نہیں جانا۔ یہ جو میرے ساتھ خاتون کھڑی باتیں کر رہی تھیں یہ میری بیوی ہیں، یہ صفیہ ہیں۔ ان کو اس سے بہت صدمہ پہنچا کہ یا رسول اللہ ہم آپؐ پر بدظنی کرسکتے ہیں اور پھر وہ بھی مسجد میں اعتکاف کی حالت میں۔ تو آپؐ نے یہ کیوں فرمایا؟۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ شیطان انسان کی رگوں میں خون میں دوڑ رہا ہے۔ اس لئے تمہاری خاطر کہ کہیں خدانخواستہ تمہیں کوئی ٹھوکر نہ لگ جائے اس لئے مَیں نے تمہیں بتادیا کہ یہ کون ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ساری زندگی اس بات کا نمونہ تھی کہ خدا سے تعلق قائم کرنا دنیا سے کلیۃً تعلق کاٹنے کو نہیں کہتے۔

یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا اعتکاف تھا۔ اعتکاف میں عبادت میں بہت شدت اختیار کرتے تھے اور اللہ بہتر جانتا ہے کہ کتنا سوتے تھے، کتنا نہیں۔ مگر روایات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ عام عبادات کے مقابل پر رمضان کی عبادت بہت زیادہ ہوتی تھی۔ اور رمضان کے عام دنوں کی عبادت کے مقابل پر آخری عشرے کی عبادت بہت ہوا کرتی تھی۔ یہ دستور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا اسی طرح جاری رہا یہاں تک کہ آخری سال، جس سال آپؐ کا وصال ہوا ہے اُس سال کے رمضان مبارک میں آپ نے پھر بیس دن کا اعتکاف کیا ہے۔ کوئی ایسی بات آپ کو معلوم ہوئی ہے جس کے نتیجے میں عام سنّت سے ہٹ کر پھر پہلی سنّت کی طرف واپس گئے ہیں اور دس دن کی بجائے بیس دن کا اعتکاف کیا۔ یہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ آخری سال بھی بیس دن کا ہی اعتکاف تھا اور پھر آپؐ کا وصال ہوا ہے۔ کچھ ایسی باتیں ہیں جن کا ہمیں معین علم نہیں ہوسکا کیونکہ بعض وحی کے ذریعے پہنچنے والی ایسی اطلاعات ہوتی تھیں جن کو شاید صحابہ کو صدمے سے بچانے کے لئے آنحضورؐ کھل کر بیان نہیں فرماتے تھے۔ وصال کے متعلق بھی مجھے قطعی یقین ہے کہ آپؐ کو پوری طرح مطلع فرمادیا گیا تھا لیکن آپ ان باتوں کو صحابہ سے چھپا لیتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ جو بیس دن کا اعتکاف ہے اس کے متعلق کچھ نہیں بتایا گیا کہ کیوں کیا تھا۔ مگر جب ہم ان دونوں باتوں کو جوڑ کر دیکھتے ہیں کہ پہلے دس دن کا ہوا کرتا تھا تو وہ بیچ کے عشرے سے آخری عشرے میں چلا گیا تھا اور وہ ایک اعتکاف بیس دن کا تھا۔ تو وہ جوڑ جو پیدا ہوا تھا وہاں سے آغاز تھا زیادہ سے زیادہ اعتکاف کا۔ اسی زیادہ سے زیادہ اعتکاف کی حالت میں آپؐ نے آخری رمضان گزارا ہے۔

اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے رمضان کی کیفیت سے متعلق کچھ روایتیں آپ کے سامنے پیش کر رہا تھا۔ وہ ملتا جلتا مضمون ہے جو مختلف روایتوں میں ملتا ہے، مَیں پھر آپ کے سامنے اس کو رکھتا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں۔ یہ بخاری کی حدیث ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور رمضان میں آپ کی سخاوت اور بھی زیادہ ہو جاتی تھی جب جبرائیل علیہ السلام آپ سے ملاقات کرتے تھے اور قرآن کا دَور کرتے تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ان دنوں تیز آندھیوں سے بھی زیادہ سخاوت فرماتے تھے۔

(بخاری کتاب الصیام باب اجود ما کان النبی ﷺ یکون فی رمضان)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کی روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا: "اِنَّ لِلصَّائِمِ عِنْدَ فِطْرِہٖ لَدَعْوَۃً مَا تُرَدُّ"۔ کہ ہر انسان کے لئے روزہ افطار کرنے کے وقت ایک ایسی دعا کا وقت ہوتا ہے کہ وہ دعا ردّ نہیں کی جاتی۔

افطار کے وقت عموماً خوش گپیوں میں لوگ مصروف ہو جاتے ہیں اور ایک طبعی بات ہے سارا دن پابندیوں کے بعد جب پابندی اٹھتی ہے وہ خوش ماحول میں گفت و شنید ہوتی ہے۔ مگر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ایک ایسا وقت آجاتا ہے جب اللہ تعالیٰ خصوصیت سے وہ دعا قبول کرتا ہے اس لئے اپنے اس وقت کو خوش گپیوں میں ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ بے تکلف گفتگو بے شک کریں۔ لیکن دعا کو ہر وقت پیش نظر رکھیں اور دعا سے غافل نہ رہیں۔ یہ جو دعا کا خاص وقت ہوا کرتا ہے اس کے پیچھے ہمیشہ حکمت ہوتی ہے۔ سارا دن اللہ کی خاطر جب انسان روزہ رکھتا ہے اور تمام جائز چیزوں کو چھوڑ دیتا ہے تو جب دوبارہ اللہ ہی کے نام پر انہیں شروع کرتا ہے تو جس طرح انسانی دل کی کیفیت ہوتی ہے ویسی مثال تو نہیں دی جاسکتی مگر اور چارہ نہیں ہے انسانی جذبات اور کیفیت کا حوالہ دیئے بغیر ہم ایک دوسرے کو بات سمجھا نہیں سکتے۔ تو جس طرح کوئی انسان کسی کی خاطر کوئی کارنامہ سرانجام دے کر واپس آتا ہے تو اس کی پیٹھ پر پھر وہ تھپکی دیتا ہے اور خوشی کے کلمات اس سے کہتا ہے اپنی خوشنودی کا اظہار کرتا ہے، ایک طبعی امر ہے۔ تو اللہ تعالیٰ بھی اپنے بندوں سے ایسا ہی سلوک فرماتا ہے۔ اور اس حدیث میں اسی طرف اشارہ ہے کہ سارے دن کے بعد روزہ کھولا ہے تو خدا تعالیٰ اس وقت خاص "مانگ کیا مانگ" کے جلوے میں ہوتا ہے۔ اور اس وقت کوئی دعا ایسی کرنی چاہئے جو انسان کی عاقبت کو درست کردے، عاقبت سنوار دے۔ لیکن ایسا تبھی ہوتا ہے جب انسان اس امر مفوضہ، یعنی اس کام کو باحسن سرانجام دے جو اس کے سپرد کیا گیا ہو۔ اگر کام احسن طریق پر کرنے کی بجائے اسے بگاڑ کر آیا ہو تو پھر اس سے یہ سلوک نہیں ہوا کرتا۔ پس یہ نہ خیال کریں کہ یہ کوئی میکانکی چیز ہے خود بخود ہی ہر روزہ دار کو یہ موقع ملتا ہے کہ اس کی ایک دعا ضرور قبول ہوگی۔ ان روزہ داروں کا ذکر ہے جو روزے کو اچھی طرح گزارتے ہیں اور ایسے انداز سے گزارتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے پیار کی نظر ان پر پڑتی ہے۔ پھر جب وہ کام کو مکمل کرلیتے ہیں تو ان کی کوئی دعا ایسی ہے جسے خدا ضرور سن لیتا ہے۔ پس اس پہلو سے اپنے روزوں کو بھی سنوارنے کی کوشش کریں۔ (کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ یریدون ان یبدلوا کلام اللہ)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ تو میرے لئے ہے، مَیں ہی اس کی جزا بن جاتا ہوں۔ یعنی روزوں کے ذریعے وصالِ الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ یہ اس لئے ہے کیونکہ میرا بندہ میرے لئے روزے میں اپنی جائز خواہشات اور اپنے کھانے پینے کو بھی ترک کردیتا ہے۔ فرمایا کہ روزہ گناہوں کے خلاف ایک ڈھال ہے اور روزے دار کے لئے دو خوشیاں مقدر ہیں۔ ایک وہ خوشی جو اسے اس وقت حاصل ہوتی ہے جب وہ خدا کے فضل سے اپنے روزوں کو مکمل کرلیتا ہے۔ یعنی ہر روز جب وہ روزہ مکمل کرتا ہے تو اسے خوشی میسر آتی ہے، یہ خوشی اسے دنیا میں ملتی ہے۔ اور ایک وہ خوشی ہے جو اسے آخرت میں ملے گی جب وہ اپنے رب سے اس حالت میں ملے گا کہ وہ اس سے راضی ہوگا۔ نیز آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ روزہ دار کے منہ کی بو خدا کو مشک کی بو سے بھی زیادہ پیاری ہے۔

اس حدیث میں "مَیں جزا بن جاتا ہوں"۔ کا جو مضمون ہے وہ کھول کر سمجھایا گیا ہے کہ عام عبادات میں انسان جائز باتیں ترک نہیں کرتا۔ کوئی اور عبادت ایسی نہیں ہے جو وہ چیزیں جو انسان کے لئے خدا تعالیٰ نے خود جائز قرار دے دی ہیں، وہ خدا کی خاطر چھوڑ رہا ہو۔ ایک روزہ ایسی چیز ہے جس میں تمام حلال باتیں بھی منع ہو جاتی ہیں سوائے سانس لینے کے۔ کیونکہ یہ تو ایک ایسی چیز ہے جس کے بغیر پھر زندگی نہیں چل سکتی۔ تو خدا کے قریب ترین آنے والی عبادت روزہ ہے جو خدا سے مماثلت میں سب سے زیادہ قریب ہے۔ اللہ تعالیٰ حَیّ و قَیُّوم ہے، کسی غذا کا محتاج نہیں، کسی پانی کا محتاج نہیں اور روزمرہ زندگی میں انسان ان چیزوں کا محتاج رہتا ہے۔ عبادتیں پھر بھی ساتھ جاری رہتی ہیں۔ رمضان مبارک میں اور روزوں میں انسان خدا کی خاطر خدا کی مشابہت میں قریب تر آجاتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں اس کی جزا بن جاتا ہوں یعنی اس نے زیادہ سے زیادہ میرے قرب کی کوشش کی ہے۔ عبادت کا جو لفظ ہے (یہ دراصل عبادت اور عبودیت یہ دو الفاظ ہیں۔ اسی طرح ایک عبدیت کا لفظ بھی ہے جس میں عبد کا مضمون پایا جاتا ہے)۔ عبد کہتے ہیں غلام کو۔ عبد کہتے ہیں اس شخص کو جس کا اپنا کچھ نہ رہا ہو اور انہی معنوں میں اللہ نے قرآن کریم میں انسانوں کے لئے عبد کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ اس لئے کہ وہ پیدائشی غلام ہیں۔ "گھر سے تو کچھ نہ لائے" والا مضمون ہے۔ نہ اپنی بناوٹ میں ان کا کوئی عمل دخل، نہ اپنی بقا میں ایک ذرے کا بھی ان کی کمائی کا کوئی دخل ہے۔ یہ تمام تر انسان کا وجود اللہ تعالیٰ کے احسانات کا مرہون ہے۔ اور اسی کی تخلیق کے نتیجے میں انسان کو وجود کی خلعت بخشی جاتی ہے۔ تو وہ پیدا غلام ہوا ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہئے اس کا اپنا کچھ نہیں۔ کیونکہ غلام کی تعریف یہ ہے کہ جس کا اپنا کچھ نہ ہو۔ اور پھر اسے عارضی طور پر ملکیتیں عطا ہوتی ہیں یہاں تک کہ پھر اس سے تقاضا کیا جاتا ہے کہ از خود اپنی ملکیتوں کو ترک کرکے خدا کے سپرد کرنا شروع کرو۔ اور یہ عبادت ہے۔ عبادت کا اعلیٰ مقصد یہی ہے کہ انسان کو اس بات کی تربیت دے کہ خالی ہاتھ آیا تھا دنیا میں، آکر ہاتھ بھر گئے، بہت سی چیزیں مل گئیں، بہت سی چیزوں سے تعلقات قائم ہوگئے۔ اب از خود، جبراً نہیں، موت کے ذریعے نہیں، بلکہ خود اپنے اوپر ایک موت طاری کرکے ان چیزوں کو خدا کے سپرد کرنا شروع کرو۔ ساری نہیں تو کچھ نہ کچھ کرو۔ لمبے عرصے تک نہیں تو کچھ عرصے کے لئے کرو یہاں تک کہ تمہارا ارادہ تمہاری عبدیت میں شامل ہو جائے اور اس کا نام عبادت ہے۔

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 - 8553 3611

عبودیت سے عبادت کا یہ فرق ہے۔ عبودیت میں تو بندے کے جتنے سلوک ہیں وہ سارے اس لفظ میں آجاتے ہیں۔ عبادت بندے کے اس تعلق کو کہتے ہیں جو از خود اپنے شرح صدر کے ساتھ ،اپنی ملکیتوں کو خدا کی طرف لوٹا رہا ہے اور اپنے تعلقات کو اس کے لئے خاص کر رہا ہے ،دنیا سے تعلق کاٹتا ہے،اللہ کے سپرد ہو جاتا ہے۔ اپنی تمناؤں کا مرکز اس کو بنالیتا ہے۔ تو ہر جگہ جو انتقال ہے ذہنی ہو یا عملی ہو یہ دراصل خدا کی ہی چیز خدا کے سپرد کرنے والی بات ہے۔ یہ حالت جب ترقی کرتی ہے تو اس کو مزید مدد دینے کے لئے روزہ جگہ جگہ اس کے سہارے لئے آکے کھڑا ہو جاتا ہے۔ اس حالت میں اپنے تمام وجود کو اس طرح خدا کے سپرد کر دینا کہ گویا موت کے قریب پہنچ جائے اور رمضان جب گرمیوں میں آتے ہیں تو وہ واقعی موت کے قریب پہنچانے والی بات ہے۔ ہم نے خود بہت سخت رمضان ربوہ کے ابتدائی دنوں میں کاٹے ہیں۔ ایسے سخت رمضان تھے وہ کہ آپ یہاں بیٹھ کر تو اس کا تصور کر ہی نہیں سکتے۔ بعض دفعہ ایک ایک ہفتے تک ایک سو بیس درجے سے اوپر درجہ حرارت رہتا تھا۔ ایک دفعہ مجھے یاد ہے ایک سو چوبیس درجہ تقریباً دن رات رہتا تھا کیونکہ دن کو دھوپ پڑتی تھی اور رات کو پہاڑیاں ریڈی ایشن (Radiation) کرتی تھیں اور دن کی جذب کی ہوئی گرمی وہ سورج کی قائم مقامی میں واپس چھوڑ رہی ہوتی تھیں۔ اور ہم ٹمپریچر دیکھتے تھے کوئی فرق ہی نہیں پڑتا تھا نہ دن کو نہ رات کو۔ حالانکہ عرب میں بہت گرمی ہوتی ہے لیکن رات بہت ٹھنڈی ہو جاتی ہے اس لئے کچھ ریلیف (Relief) مل جاتا ہے۔ تو روزہ اس طرح کھولتے تھے کہ نیم مردہ کی حالت ہوتی تھی اور بعض لوگ چادریں بھگو بھگو کر اوپر لیتے تھے، پنکھے بھی نہیں تھے۔ بڑی سخت گرمیاں تھیں، بجلی کوئی نہیں تھی، مکان تھوڑے تھے اور مٹی بہت اڑتی تھی۔ عجیب قسم کی بلائیں تھیں جو گھیرے ہوئے تھیں۔ لیکن اللہ نے اس زمانے میں بھی بچوں اور بڑوں کو خوب توفیق دی اور اپنے فضل سے ان بد اثرات سے بھی بچالیا۔

نیکی اصل وہی ہے جو آزمائشوں میں پڑ کر دنیا کے ساتھ تعلقات کے دوران ظاہر ہو رہی ہے۔

رمضان خدا کی خاطر ایسی سختیوں کا نام ہے کہ جو بعض دفعہ موت کے منہ تک پہنچا دیتی ہیں اور اس کے نتیجے میں اللہ کہتا ہے کہ اب مَیں جزا ہوں۔ اور فرماتا ہے کہ مجھے ایسے شخص کے منہ کی بدبو بھی جو رمضان میں میری خاطر اس نے قبول کر لی ہے، یہ کستوری کی خوشبو سے بہتر لگتی ہے۔ یہ مراد تو نہیں ہے کہ کستوری کی خوشبو اللہ تعالیٰ سونگھتا ہے۔ لیکن خالق کو اس چیز کی صفات کا علم ہوتا ہے۔ جب تک ایک خالق کو اس چیز کی صفات کا علم نہ ہو وہ چیز بنا ہی نہیں سکتا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے متعلق یہ کہنا بیہودہ بات ہے کہ وہ سونگھ سکتا ہے کہ نہیں۔ جو چیز اس نے پیدا کی ہے اس کے تمام خواص سے وہ واقف ہے کہ ورنہ اس کی تخلیق کے ڈیزائن میں وہ خواص آہی نہیں سکتے۔ پس یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ بدبو کیا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ خوشبو کیا ہوتی ہے اور اس موقع پر وہ خوشبو پر بُو کو ترجیح دے رہا ہے۔ لیکن اس سے مومن عموماً یہ تو خوش ہو جاتے ہیں کہ ہمارے رمضان کی منہ کی بو اچھی بات ہے کوئی حرج نہیں۔ لیکن یہ بات بھول جاتے ہیں کہ اللہ نے یہ نہیں فرمایا کہ رمضان کے بعد بھی تمہارے منہ کی بدبو پسند ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سیرت جو سارا سال جاری رہتی تھی اس طرف توجہ نہیں کرتے۔ اس کا مطلب ہے کہ خدا تعالیٰ کے پاک بندے اپنے منہ کو ہمیشہ صاف ستھرا رکھتے ہیں اور سوائے رمضان کی مجبوری کے ان کے منہ سے بو نہیں آتی ۔یہ پہلو بھی تو دیکھیں۔ اس لئے رمضان میں تو مجبوری ہے، رمضان کے بعد خوب مسواک کیا کریں۔ اور اپنے منہ کو ہمیشہ پاک صاف رکھیں۔ منجن استعمال کریں۔ کُلّیاں باقاعدہ وضو کے ساتھ تو کرتے ہیں کھانے کے بعد بھی کیا کریں۔ اس سے آپ کے دانت وغیرہ بھی ٹھیک رہیں گے اور پھر رمضان میں جب داخل ہونگے پھر آپ کے منہ کی بو وہ بو بنے گی جسے اللہ تعالیٰ پسند فرمائے گا۔ ورنہ رمضان سے باہر بھی وہی بو تھی تو پھر خدا کو یہ کہنے کی کیا ضرورت ہے کہ مجھے تمہارے منہ کی بو کستوری سے بہتر لگتی ہے۔ کیونکہ وہ بو تو پھر تمہارے اپنے مزاج کی بُو ہے خدا تعالیٰ کی خاطر نہیں ہے۔

ٹریول کی دنیا میں ایک نام

KMAS TRAVEL

پی آئی اے کے منظور شدہ ایجنٹ

جرمنی بھر سے تمام دنیا میں بالخصوص پاکستان سفر کرنے والوں کے لئے خوشخبری

پی آئی اے، گلف، امارات اور دوسری ہوائی کمپنیوں کے ٹکٹ حاصل کرنے کے لئے آپ کی خدمت کے لئے پیش پیش۔ ہر قسم کی پریشانی سے بچنے کے لئے اپنے سفر کے پروگرام کو قبل از وقت ترتیب دیں اور بکنگ کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں۔ رابطہ: مسرور محمود + کاشف محمود

KMAS TRAVEL

Dieselstr.20 , 64293 Darmstadt . Germany

Tel: 06150-866391 Fax: 06150-866394 Mobile: 0170-7302624

مَیں نے یہ پہلے بیان کیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے رمضان میں دنیا کے ابتلاؤں سے بچنے کو قربانی قرار دیا ہے۔ چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ روزے دار جب دنیا سے کٹ کر مسجد کا ہو رہتا ہے تو مَیں اسے خوشخبری دیتا ہوں کہ وہ مسجد سے باہر جو نیک کام کیا کرتا تھا ان سے محرومی کا اس کو کوئی صدمہ نہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے وہ تمام نیک کام اس کے نہ کرنے کے باوجود اس کے کھاتے میں لکھ دئے ہیں۔ تو نیکی اصل وہی ہے جو آزمائشوں میں پڑ کر دنیا کے ساتھ تعلقات کے دوران ظاہر ہو رہی ہے اور اعتکاف اس نیکی کو ترقی دینے کی بات نہیں ہے اس نیکی سے عارضی طور پر خدا کے لئے ایک اور نیکی کی خاطر محروم ہونے کا نام ہے۔ لیکن روزمرہ کی مومن کی زندگی وہی ہے جو تمام دنیا کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے گزرے اور اس کے ساتھ ساتھ خدا کے عائد کردہ فرائض کے تقاضے بھی پوری طرح شان کے ساتھ پورے ہوں۔ یہ ہے وہ صراط مستقیم جس کے لئے ہم روزانہ دعا کرتے ہیں۔

مسلم کتاب الصیام باب فضل الصیام میں یہ روایت ہے کہ سہل بن سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں ایک دروازہ ہے جس کو "ریّان" یعنی سیرابی کا دروازہ کہتے ہیں۔ اس دروازے میں سے قیامت کے دن صرف اور صرف روزہ دار جنت میں داخل ہوں گے اور ان کے علاوہ ان کے ساتھ اس دروازے میں کوئی داخل نہیں ہوگا۔ اس دن یہ منادی کی جائے گی کہ روزہ دار کہاں ہیں؟ پھر ان کو بلا بلا کر اس دروازے کے ذریعے سے جنت میں داخل کیا جائے گا۔ اور جب آخری روزہ دار اس دروازے میں سے داخل ہو جائے گا تو اس دروازے کو بند کر دیا جائے گا اور کوئی غیر اس میں سے جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا"۔

یہ حدیث ایک ظاہری منظر کھینچ رہی ہے اور پچھلے سال بھی غالباً مَیں نے اس کے بعض پہلوؤں پر روشنی ڈالی تھی۔ اس ظاہری منظر کو کلیۃً ظاہر پر محمول کرنا نہ تو اس حدیث کا منطوق ہے نہ اس سے آپ فائدہ اٹھا سکیں گے۔ اور نہ جنت کا کوئی صحیح تصور آپ کے ذہن میں ابھرے گا کہ جنت کیا ہوتی ہے۔ اگر وہاں گیٹ (gate) لگے ہوں اور کہا جائے کہ اس دروازے سے آجاؤ تو اس سے مستقلاً کسی کو کیا فائدہ؟ اور ایک آدمی نمازی بھی ہے، نماز کے دروازے سے بھی اس کو بلایا جائے گا اور نیکیاں بھی کرتا ہے جنت کے سات نیکیوں کے دروازے ہیں وہ باری باری ایک سے نکل کر دوسرے میں جائے، پھر اس سے نکل کر تیسرے میں جائے۔ کیا یہ منظر ہے جو جنت کے تعلق میں انسان اپنے تصور میں قائم کر سکتا ہے؟ بالکل درست نہیں۔ یہاں اس کی مثال حواس خمسہ سے دی جا سکتی ہے۔ ایک انسان جسے دیکھنے کی حس عطا ہوئی ہے وہ دنیا کے اکثر تجارب میں اس حس کے دروازے سے دنیا میں داخل ہوتا ہے اور دیکھنے سے تعلق کی ساری لذتیں اس کو نصیب ہوتی ہیں اور اس کے لئے باری باری کی بحث نہیں ہے کہ اب وہ آنکھوں کے رستے داخل ہو۔ پھر کانوں کے رستے داخل ہو۔ بلکہ کانوں کا بھی ایک دروازہ دنیا میں قائم ہوا ہوا ہے اور کانوں کے رستے بھی وہ دنیا میں داخل ہوتا ہے اور

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

کراچی میں اعلیٰ زیورات
خریدنے کے لئے معروف نام

الرحیم جیولرز حیدری

اور

الرحیم جیولرز حیدری

اوراب

الرحیم
سیون سٹار جیولرز
مین کلفٹن روڈ
مہران شاپنگ سینٹر
کہکشاں بلاک نمبر 8
کلفٹن کراچی
فون 5874164 - 664-0231

سماعت سے تعلق رکھنے والی لذتیں حاصل کرتا ہے۔ تو پانچ مختلف حصے ہیں وہ گویا کہ اُس کے لئے دنیا میں داخل ہونے کے دروازے ہیں۔ ایک دروازہ بند ہو جائے تو اس مضمون کی دنیا اس کے لئے کالعدم ہو جاتی ہے۔ اس کے تعلقات کے دائرے سے باہر نکل جاتی ہے۔ اسی دنیا میں رہتا ہے مگر کم لطف اٹھاتا ہے۔ ایک اندھا، دیکھنے والے کی نسبت کم لطف اٹھاتا ہے۔ ایک نہ سننے والا، سننے والے کی نسبت کم لطف اٹھاتا ہے۔ ایک منہ کی لذت سے محروم انسان یا اس کے بعض پہلوؤں سے محروم انسان اسی طرح کھانے میں کم لطف اٹھاتا ہے۔ بعض بیچاروں کی خوشبو کی طاقت مر جاتی ہے۔ ان کو کیا پتہ کہ پھولوں کی مہک کیا ہوتی ہے۔ وہ پہلوان کی لذتوں کا ان کے ہاتھ سے جاتا رہتا ہے۔ تو مراد یہ ہے کہ بے روزے بھی جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ یعنی یہ تو نہیں کہ جن کو روزے کی توفیق نہیں ملی وہ داخل ہی نہیں ہونگے۔ مگر یہاں خدا کی خاطر سیرابی سے محرومی کا جو وہ تجربہ کر چکے ہیں اس کے نتیجہ میں انہیں ایک خاص حس عطا ہوتی ہے جو آئندہ جنت میں ان کو غیر معمولی طور پر جنت کی نعمتوں سے سیراب ہونے کا سلیقہ اور قوت عطا کرے گی۔

پس یہ وہ دروازے ہیں جن کا حدیثوں میں ذکر ملتا ہے ورنہ ظاہری طور پر کسی دروازے سے جنت میں چلے جانا وہ آج چلا گیا کل بھول گیا۔ ہمیشہ ہمیش کے لئے جنت میں رہنا ہے تو دروازے کس کو یاد رہیں گے۔ لیکن جو مضمون مَیں بتا رہا ہوں جو روزمرہ کی زندگی میں ہمارا تجربہ شدہ مضمون ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ جو شخص بینائی کے دروازے سے دنیا میں داخل ہوتا ہے اس کی موجیں ہی اور ہیں بہ نسبت اس بیچارے کے جو اس دروازے سے داخل نہیں ہوتا۔ پس اسی جنت میں جس میں اور بھی لوگ رہ رہے ہونگے روزے دار کی لذتیں اور ہوں گی اور جو سیرابی کا لطف ہے وہ ایک غیر معمولی لطف اس کو نصیب رہے گا۔ پھر فرمایا وہ دروازہ بند ہو جائے گا۔ اس کے بعد دوسروں کے لئے پھر وہ نہیں کھلے گا۔

تمام زندگی انسان ایسے جہاد میں مصروف رہے کہ ہر طرف سے، چاروں طرف سے اسے آزمائشیں بار بار مبتلا کریں اور ٹھوکر لگانے کی کوشش کریں۔ لیکن انسان صراط مستقیم پر مضبوط قدموں کے ساتھ گامزن رہے اور کسی دوسری آواز کی طرف متوجہ نہ ہو۔ یہ دراصل اللہ کے لئے دنیا سے الگ ہو جانا ہے جو سنتِ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے ثابت ہوتا ہے

بخاری کتاب الصیام میں حضرت انسؓ بن مالک کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا: "مسلمانو! سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے"۔

یہ سحری کھانے میں برکت کا جو مضمون ہے وہ یہ ہے کہ بعض لوگ زیادہ نیکی اختیار کرنے کی خاطر اس زمانے میں آٹھ پہرے روزے رکھا کرتے تھے اور یہ ظاہر کرتے تھے کہ خدا کی خاطر بھوک کو زیادہ برداشت کرنا یہ دراصل نیکی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے سامنے جب بھی ایسے لوگ آئے آپؐ نے اس کی اصلاح فرمائی اور سمجھایا کہ نیکی خدا کو زبردستی خوش کرنے میں نہیں ہے۔ کیونکہ کوئی دنیا میں خدا کو زبردستی خوش نہیں کر سکتا۔ جتنی تمہاری طاقت ہے تم اپنے اوپر جتنی چاہو تنگیاں ڈال لو اس کے ذریعے سے خدا کو خوش نہیں کر سکتے۔ خدا کو خوش کرنا اس کی رضا میں ہے۔ پس جب خدا نے تمہارے لئے سحری کا کھانا خود مقرر فرما دیا ہے تو اس سے ہاتھ کھینچ لینا اور اسے نیکی سمجھنا جائز نہیں۔ پس سحری میں برکت ہے۔ اٹھا کرو اور اس خیال سے کھایا کرو کہ اللہ نے تم پر رحم فرماتے ہوئے چوبیس گھنٹے کا روزہ نہیں رکھوایا بلکہ نصف دن یا کم و بیش جو بھی شکل ہو، کا روزہ رکھوایا ہے۔ تو اس لئے سحری ضرور کھانی چاہئے اور اگر اس خیال سے کھائیں گے تو پھر اس میں زیادہ لطف محسوس ہوگا۔

ترمذی ابوب الصوم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا: "تمہارا رب فرماتا ہے کہ ہر نیکی کا ثواب دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک ہے اور روزے کی عبادت تو خاص میرے لئے ہے۔ مَیں خود اس کی جزا ہوں یا جزا دوں گا۔ (دونوں الفاظ ملتے ہیں)۔ روزہ آگ سے بچانے کے لئے ڈھال ہے اور روزے دار کے منہ کی بُو اللہ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ محبوب ہے۔

جہاں تک یہ "گنا" کی بحث ہے قرآن کریم میں جب زیادہ گنا، اتنے گنا کی بات چلتی ہے۔ جیسا کہ فرمایا کہ وہ بیج جو پھوٹے اور اس پہ ایک دانے میں سات بالیاں نکلیں اور ہر بالی میں سو دانے ہوں تو وہ سات سو گنا کی بات ہے۔ یہ حدیث اس طرف اشارہ کر رہی ہے۔ مگر ساتھ ہی اللہ تعالیٰ یہ بھی فرماتا ہے کہ جس کے لئے چاہے وہ اس سے بھی بڑھا دیتا ہے۔ پس جو سات سو گنا کا مضمون ہے یا اس سے دس گنا کا، جو بھی شکل ہو اس سے مراد ہرگز یہ نہیں کہ گن گن کر بعینہٖ اتنے گنا ثواب ملتا ہے اور بات ختم ہو جاتی ہے۔ یہ ذرا تحریص کے لئے اس قسم کے نقشے کھینچے گئے ہیں تاکہ لوگوں کو خوشی پیدا ہو، دل میں شوق پیدا ہو۔ ایسی نیکیوں کو اختیار کرے کہ تھوڑے عمل کے نتیجے میں زیادہ جزا مل جائے۔ مگر دراصل جزا لا محدود ہے اور اسی مضمون کو قرآن ہی سے لیا گیا ہے۔ لامحدود کا آخری کنارہ خدا ہے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یہاں یہ نہیں فرمایا کہ سات سو سے بڑھا کر بھی دیا جا سکتا ہے۔ فرمایا کہ اتنا بڑھایا جا سکتا ہے کہ خدا خود جزا بن جائے۔ اگر خدا خود جزا بن جائے تو اسے آپ کتنے گنوں میں شمار کریں گے۔ لاکھ گنا کروڑ گنا دس ارب گنا اس سے بھی زیادہ جتنا تصور کر لیں وہ گنتی میں نہیں آسکتا۔ تو قرآن کریم ہی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی احادیث کی بنیادیں ہیں۔ وہ تمام احادیث جو حضرت اقدس محمد رسول اللہ سے وابستہ ہیں، اگر آپ فراست سے کام لیں اور ان کو قرآن میں تلاش کریں تو ایک بھی حدیث ایسی نہیں ملے گی جس کی قرآن میں جڑیں نہ ہوں۔ اور وہیں انہی آیات سے یہ مضمون آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اٹھائے ہیں۔ پس اس پہلو سے سب سے زیادہ پاک تفسیر قرآن کی محمدؐ رسول اللہ کی زندگی ہے۔ اور آپؐ کا کلام اس تفسیر پر مزید روشنی ڈالتا ہے۔ اب آخر پر مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اقتباس آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔

"اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو دوسری امتوں کی طرح اس میں کوئی قید نہ رکھتا مگر اس نے قیدیں بھلائی کے واسطے رکھی ہیں۔ میرے نزدیک اصل یہی ہے کہ جب انسان صدق اور کمال اخلاص سے باری تعالیٰ میں عرض کرتا ہے کہ اس مہینے میں مجھے محروم نہ رکھ۔ تو خدا تعالیٰ اسے محروم نہیں رکھتا اور ایسی حالت میں اگر انسان ماہ رمضان میں بیمار ہو جائے تو یہ بیماری اس کے حق میں رحمت ہوتی ہے کیونکہ ہر ایک عمل کا مدار نیت پر ہے۔ مومن کو چاہئے کہ وہ اپنے وجود سے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی راہ میں دلاور ثابت کردے۔ جو شخص کہ روزے سے محروم رہتا ہے مگر اس کے دل میں یہ نیت دردِ دل سے تھی کہ کاش مَیں تندرست ہوتا اور روزہ رکھتا اور اس کا دل اس بات کے لئے گریاں ہے تو فرشتے اس کے لئے روزے رکھیں گے بشرطیکہ وہ بہانہ جو نہ ہو"۔ (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۲۵۹)

پس رمضان تو اب ہاتھ سے نکلا چلا جاتا ہے۔ بہت سے ایسے ہمارے بیمار اور کمزور جو کسی مجبوری کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکے ان کی تسلی کے لئے مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ اقتباس آپ کے سامنے رکھا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ایسے لوگ غم نہ کریں اگر بیماری سے پہلے کی حالت میں انہیں روزے کی تمنا تھی تو ان کی بیماری کے روزے بھی ان کے حق میں لکھے جائیں گے۔ اور اگر پہلے تمنا نہیں تھی تو ان کی بیماری کے روزے نہ رکھنے کی اجازت سے بھی وہ فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ یہ مضمون ہے جسے مَیں آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں۔ رمضان کے تعلق میں ہمیں اصل میں زندگی کا فلسفہ مل گیا ہے۔ اس دنیا میں جو لوگ نیکی کی تمنا رکھتے ہیں اور نیکی کرنے کی کوشش کرتے ہیں موت ان کے سفر کو ختم کر دیتی ہے مگر خدا کے نزدیک وہ نیکیاں جاری رہتی ہیں۔ اسی لئے لامتناہی جزا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ روزے کی تمنا لے کر اور حسب توفیق روزے رکھتے ہوئے اگر بیماری پڑ گئی تو تمہارا عمل منقطع نہیں ہوگا، خدا کے حضور لکھا جائے گا اور جزا بھی لامتناہی ہوگی۔

اللہ تعالیٰ اس رمضان کی جزا تمام دنیا کے احمدیوں کے لئے اور بنی نوع انسان کے لئے، ان کے فیض سے لامتناہی کر دے۔ خدا کرے کہ جو دن کوتاہی میں کٹ گئے ان کا نقصان ہمیں نہ پہنچے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عفو کا ہاتھ ان کوتاہیوں کو مٹا دے اور ہماری نیکیوں کو اجاگر کر دے اور ہمیشہ کے لئے زندہ رکھے اور آئندہ آنے والی نسلوں کو بھی ان کا فیض پہنچتا رہے۔

❀❀❀❀❀❀❀❀❀

DIGITAL SATELLITE
MTA and PAKISTAN TV

You can now get MTA on digital satellite at Hotbird 13°E. Pakistan TV is also available on digital satellite at Intelsat 707 1°W as Prime TV, and has been broadcasting since Sept '98.
To view MTA and Prime TV, you need a digital satellite receiver, a dish and a universal LNB.

At the moment, we are running the following offers:

NOKIA 9600 £255+ — *Digital LNBs from £19+*
HUMAX CI £220+ — *Dishes from 35cm to 1.2m*

These, as well as all other satellite reception-related equipment, can be obtained from our warehouse at the address below.

MAIL ORDER — EXPORT

Signal Master Satellite Limited
Unit 1A Bridge Road, Camberley
Surrey GU15 2QR, England
Tel: 0044 (0)1276 20916 Fax: 0044 (0)1276 678740
e-mail: sms.satellite@business.ntl.com

+ All prices are exclusive of VAT

☆...... نوجوانوں کو سمجھانا چاہئے کہ نماز بہت ضروری چیز ہے۔ اسے وقار کے ساتھ اور عمدگی کے ساتھ ادا کرنا چاہئے۔

☆...... جو قوم اپنی آئندہ نسل کی روحانی ترقی کا خیال نہیں رکھتی اس کا روحانی فیض بند ہو جاتا ہے۔

(حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

خطبہ عید الفطر

اپنے غریب ہمسایوں اور بے کس اور مفلوک الحال لوگوں کی عید بنائیں تب آپ عید منا سکیں گے

اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے کا یہ بہترین نسخہ ہے کہ خدا کے بندوں کی حاجت روائی میں مصروف رہیں

اپنے غریبوں کی خدمت کرو کیونکہ انہی کی وجہ سے تمہیں رزق دیا جا رہا ہے

خطبہ عید الفطر ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔
فرمودہ ۸؍جنوری ۲۰۰۰ء ۸؍صلح ۱۳۷۹ ہجری شمسی بمقام مسجد اسلام آباد۔ ٹلفورڈ (برطانیہ)

(خطبہ عید الفطر کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔

أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم ۔

الحمدلله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ مٰلك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔

اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

﴿وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّأَسِيْرًا ۔ إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا﴾۔(سورة الدهر: آيات ۹،۱۰)

اور وہ کھانے کو اس کی چاہت کے ہوتے ہوئے مسکینوں اور یتیموں اور اسیروں کو کھلاتے ہیں۔ (یہ کہتے ہوئے کہ) ہم تمہیں محض اللہ کی رضا کی خاطر کھلا رہے ہیں، ہم ہرگز نہ تم سے کوئی بدلہ چاہتے ہیں اور نہ کوئی شکریہ۔

اس تعلق میں کچھ احادیث نبوی پیش کر رہا ہوں جن سے غریبوں کی ہمدردی اور غریبوں کی حاجت روائی کے متعلق روشنی پڑتی ہے۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے الفاظ میں بہت زیادہ برکت ہے۔ ان الفاظ کی برکت سے دلوں میں غیر معمولی طور پر تحریک پیدا ہوتی ہے۔

مسلم کتاب البر سے یہ روایت ہے۔ ابن شہاب سے مروی ہے کہ سالم نے انہیں بتایا کہ ان کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی اپنے بھائی کی حاجت روائی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی کرتا ہے۔ (مسلم کتاب البر والصلة والآداب)

پس اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے کا بہترین نسخہ ہے کہ خدا کے بندوں کی حاجت روائی میں مصروف رہیں۔ اللہ تعالیٰ اس عرصہ میں جس میں آپ بنی نوع انسان کی خدمت کر رہے ہوں آپ کی حاجت روائی فرماتا رہتا ہے۔

دوسری حدیث مسلم کتاب الذکر سے لی گئی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے کسی مسلمان کی دنیاوی بے چینی اور کرب کو دور کیا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی بے چینیوں اور تکلیفوں کو اس سے دُور کر دے گا۔

(مسلم کتاب الذکر باب فضل الاجتماع علی تلاوة القرآن والذکر)

اس حدیث میں تو لفظ مسلمان ہے لیکن اسلام کی عمومی تعلیم یہی ہے کہ جہاں بھی دکھ ہو اسے دور کرنے کی کوشش کی جائے اور اس پہلو سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے دکھوں کو دور کرنے والوں کے دکھ دُور فرمایا کرتا ہے۔ پس اگلی حدیث میں یہاں مسلمان کا لفظ نہیں بلکہ عمومی لفظ ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس وقت تک کسی بندے کی مدد فرماتا ہے جب تک وہ اپنے بھائی کی مدد پر کمربستہ رہتا ہے۔

(مسند احمد بن حنبل)

ایک اور حدیث میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا اے ابن آدم! میں بیمار ہوا تھا، تُو نے میری عیادت نہیں کی تھی۔ وہ کہے گا تو رب العالمین ہے میں تیری عیادت کس طرح کرتا؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تجھے معلوم نہیں ہوا تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہے اور تُو نے اس کی عیادت نہیں کی۔ کیا تجھے یہ سمجھ نہ آئی کہ اگر تُو اس کی عیادت کرتا تو مجھے اس کے پاس پاتا۔ اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا مانگا مگر تُو نے مجھے کھانا نہ کھلایا۔ وہ کہے گا: اے میرے رب! تُو تو ربّ العالمین ہے، تمام جہانوں کو کھانا کھلانے والا ہے، مَیں تجھے کیسے کھانا کھلاتا؟۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تجھے علم نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تھا اور تُو نے اُسے کھانا نہیں کھلایا تھا۔ کیا تجھے یہ سمجھ نہ آئی کہ اگر تُو اسے کھانا کھلاتا تو گویا تُو نے مجھے یہ کھانا کھلایا ہوتا۔ پھر فرمایا: اے ابن آدم! مَیں نے تجھ سے پانی مانگا لیکن تُو نے مجھے پانی نہ پلایا۔ وہ کہے گا: اے میرے ربّ! تو ربّ العالمین ہے، مَیں تجھے کیسے پانی پلاتا؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا تھا۔ تُو نے اسے پانی نہیں پلایا تھا۔ کیا تجھے یہ سمجھ نہ آئی کہ اگر تُو اسے پانی پلاتا تو گویا تُو نے یہ پانی مجھے پلایا ہوتا۔ (صحیح مسلم کتاب البرّ والصلة)

یہ بہت پُر معرفت کلام ہے اور اللہ کو کھانا کھلانا، پانی پلانا تو بندے کے لئے ممکن نہیں مگر اللہ کے بندوں کی جب انسان حاجت روائی کرتا ہے اور ان کی خدمت میں مستعد ہوتا ہے تو گویا اس نے اپنے ربّ کی خدمت کی۔

چنانچہ ایک اور حدیث میں ہے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ تین باتیں ایسی ہیں کہ جس میں پائی جائیں اللہ اس پر اپنا دامن (رحمت) پھیلا دے گا اور اسے جنت میں داخل کرے گا۔ اوّل کمزوروں پر رحم کرنا، دوسرے والدین سے محبت و شفقت کرنا، تیسرے خادموں اور نوکروں سے احسان کا سلوک کرنا۔

(سنن ترمذی باب صفة القیامة)

ترمذی کتاب الجہاد میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: مجھے اپنے کمزوروں میں تلاش کرو کیونکہ ضرور تم اپنے کمزوروں اور غریبوں کی وجہ سے ہی رزق دیئے جاتے ہو اور مدد پاتے ہو۔

(ترمذی کتاب الجہاد۔ باب ما جاء فی الاستفتاح بصعالیک المسلمین)

یہ ایسی بات ہے جو عموماً انسان نظرانداز کر دیتے ہیں۔ یہ غرباء ہی ہیں جو امیروں کے رزق کا ذریعہ بنتے ہیں۔ ہر پہلو سے دیکھ لیں جب تک غرباء کی خدمت نہ ہو اس وقت تک امیروں کو روپیہ کمانے کا کوئی موقعہ نہیں مل سکتا۔ پس غریبوں کی محنت کی کمائی ہی تم امیر لوگ کھاتے ہو اور بھول جاتے ہو۔ اگر غریبوں کو ضرورت پڑتی ہے تو ان سے منہ پھیر لیتے ہو۔ یہ بہت بڑا ظلم ہے۔ پس اپنے غریبوں کی خدمت کرو کیونکہ انہی کی وجہ سے تمہیں رزق دیا جا رہا ہے۔

ایک حدیث میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمام مخلوقات اللہ کی عیال ہیں“۔ اللہ کے تو بچے کوئی نہیں مگر مخلوقات اللہ کی عیال ہیں یہ ایک بہت ہی پیارا جملہ ہے اس پہلو سے کہ جس طرح آپ لوگ اپنے بچوں سے محبت کرتے ہیں اسی طرح اللہ بھی آپ سے پیار کرتا ہے۔ ”پس اللہ تعالیٰ کو مخلوقات میں سے سب سے زیادہ پیارا وہ ہے جو اس کے عیال کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے“۔ (مشکوٰة۔ باب الشفقة والرحمة علی الخلق)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ مسلمانوں کا بہترین گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس پر احسان کیا جاتا ہو۔ اور مسلمانوں کا بدترین گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس سے بدسلوکی کی جاتی ہو۔

(سنن ابن ماجہ۔ کتاب الادب۔ باب حق الیتیم)

ایک حدیث میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آنحضور ﷺ کی خدمت میں اپنے دل کی سختیوں کی شکایت کی۔ آپؐ نے فرمایا اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا دل نرم ہو جائے تو مساکین کو کھانا کھلا اور کسی یتیم کے سر پر ہاتھ رکھ۔

(مسند احمد بن حنبل، باقی مسند المکثرین)

پس دوسروں کی ہمدردی کرنے والے کا دل ازخود ہی نرم ہو جاتا ہے۔ اس کی کمزوریاں اس کو دکھائی دیتی ہیں۔ اس کی غربت اس کے دل پر اثر کرتی ہے۔ پس ہمیشہ غریبوں کی خدمت سے انسان کی اپنی خدمت ہوتی ہے اور اس کی دل کی ہر قسم کی سختیوں کو اللہ دور فرمادیتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت ہے کہ حضرت جعفر بن ابی طالبؓ مساکین کو محبوب رکھتے تھے اور ان کے ساتھ بیٹھتے، ان سے گفتگو فرماتے۔ وہ آپ سے باتیں کرتے۔ آنحضور ﷺ آپ کو ابوالمساکین کی کنیت سے یاد فرمایا کرتے تھے۔

(سنن ابن ماجہ۔ کتاب الزھد۔ باب مجالسة الفقراء)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ مجھے حالت مسکینی میں زندہ رکھ اور مسکینی کی حالت میں موت دے اور مجھے قیامت کے روز زمرۂ مساکین میں اٹھانا۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی کہ کیوں یارسول اللہ ﷺ؟ اس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ مساکین اغنیاء سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہونگے۔ اے عائشہ! کسی مسکین کو نہ دھتکارنا خواہ تجھے کھجور کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ دینا پڑے۔ اے عائشہ! مساکین کو اپنا محبوب رکھنا اور انہیں اپنے قرب سے نوازنا، خدا تعالیٰ قیامت کے دن تجھے قرب سے نوازے گا۔

(ترمذی کتاب الزھد۔ باب ما جاء ان فقراء المھاجرین یدخلون الجنة قبل اغنیائھم)

یہاں چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہونے کا ذکر ہے اور بعض دوسری روایات میں سینکڑوں سال پہلے جنت میں داخل ہونے کا بھی ذکر ہے۔ تو یہ محاورے ہیں چالیس ہوں یا سینکڑوں ہوں جو بھی معنی ہوں مراد یہ ہے کہ غریبوں کی بخشش جلد ہوگی اور اللہ تعالیٰ ان سے حسن سلوک فرمائے گا۔ یہ طبعی بات ہے۔ جب آنحضور ﷺ کا دل غریبوں کے ساتھ ہے تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی برکت ہی سے غریبوں کی بخشش پہلے ہوگی۔

یہ چند اقتباسات احادیث کے مَیں نے آپ کے سامنے رکھے ہیں کیونکہ عیدوں کے موقعہ پر خاص طور پر اس بات کی یاددہانی کی ضرورت پڑتی ہے اور مَیں ہمیشہ یاددہانی کرواتا رہتا ہوں کہ اپنے غریب ہمسایوں اور بے کس اور مفلوک الحال لوگوں کی عید بنائیں تب آپ عید منا سکیں گے۔ جب ان کی عید بنائیں گے تو آپ کی عید بھی اللہ بنادے گا۔ اور اس میں بہت سی حکمتیں ہیں، بہت گہرے راز پوشیدہ ہیں اور اللہ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں اب یہ عادت راسخ ہوتی جارہی ہے کہ عید کے موقعہ پر وہ اپنے غریب بھائیوں کی غیر معمولی طور پر مدد کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"اگر اللہ تعالیٰ کو تلاش کرنا ہے تو مسکینوں کے دل کے پاس تلاش کرو۔ اسی لئے پیغمبروں نے مسکینی کا جامہ ہی پہن لیا تھا۔ اسی طرح چاہئے کہ بڑی قوم کے لوگ چھوٹی قوم کو ہنسی نہ کریں اور نہ کوئی یہ کہے کہ میرا خاندان بڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم میرے پاس جو آؤ گے تو یہ سوال نہ کروں گا کہ تمہاری قوم کیا ہے بلکہ سوال یہ ہوگا کہ تمہارا عمل کیا ہے۔ اسی طرح پیغمبر خدا نے فرمایا ہے اپنی بیٹی سے کہ اے فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) خدا تعالیٰ ذات کو نہیں پوچھے گا، اگر تم کوئی برا کام کرو گی تو خدا تعالیٰ تم سے اس واسطے درگزر نہ کرے گا کہ تم رسول کی بیٹی ہو۔ پس چاہئے کہ تم ہر وقت اپنا کام دیکھ کر کیا کرو"۔ (ملفوظات جلد سوم۔ صفحہ نمبر ۳۷۰۔ جدید ایڈیشن)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"دراصل خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی کرنا بہت ہی بڑی بات ہے اور خدا تعالیٰ اس کو بہت پسند کرتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا کہ وہ اس سے اپنی ہمدردی ظاہر کرتا ہے۔ عام طور پر دنیا میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص کا خادم کسی اس کے دوست کے پاس جاوے اور وہ شخص اس کی خبر بھی نہ لے تو کیا وہ آقا جس کا کہ وہ خادم ہے اس اپنے دوست سے خوش ہوگا؟ کبھی نہیں۔ حالانکہ اس کو تو کوئی تکلیف اس نے نہیں دی، مگر نہیں۔ اس نوکر کی خدمت اور اس کے ساتھ حُسنِ سلوک گویا مالک کے ساتھ حُسنِ سلوک ہے۔ خدا تعالیٰ کو بھی اس طرح پر اس بات کی چڑ ہے"۔ یہ لفظ چڑ بندے کے حوالہ سے بیان کیا گیا ہے کہ بندے چڑتے ہیں تو ان کے چڑنے کا مضمون اور ہے۔ جب اللہ کے متعلق چڑ کا لفظ استعمال کیا جائے تو اس کا مفہوم کچھ اور ہوتا ہے مگر بندوں کو سمجھانے کے لئے بندوں کی اصطلاحیں استعمال کرنی پڑتی ہیں۔ پس فرمایا "خدا تعالیٰ کو بھی اس طرح پر اس بات کی چڑ ہے کہ کوئی اس کی مخلوق سے سرد مہری برتے کیونکہ اس کو اپنی مخلوق بہت پیاری ہے۔ پس جو شخص خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی کرتا ہے وہ گویا اپنے خدا کو راضی کرتا ہے"۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۱۵ تا ۲۱۶ جدید ایڈیشن)

پھر حضورؑ فرماتے ہیں:

"غرض نوع انسان پر شفقت اور اس سے ہمدردی کرنا بہت بڑی عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے یہ ایک زبردست ذریعہ ہے۔ مگر مَیں دیکھتا ہوں کہ اس پہلو میں بڑی کمزوری ظاہر کی جاتی ہے۔ دوسروں کو حقیر سمجھا جاتا ہے۔ ان پر ٹھٹھے کئے جاتے ہیں۔ ان کی خبرگیری کرنا اور کسی مصیبت اور مشکل میں مدد دینا تو بڑی بات ہے۔ جو لوگ غرباء کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش نہیں آتے بلکہ ان کو حقیر سمجھتے ہیں مجھے ڈر ہے کہ وہ خود اس مصیبت میں مبتلا نہ ہو جاویں۔ اللہ تعالیٰ نے جن پر فضل کیا ہے اس کی شکر گزاری یہی ہے کہ اس کی مخلوق کے ساتھ احسان اور سلوک کریں اور اس خداداد فضل پر تکبر نہ کریں اور وحشیوں کی طرح غرباء کو کچل نہ ڈالیں۔"

(ملفوظات جلد چہارم۔ صفحہ ۴۳۸، ۴۳۹۔ جدید ایڈیشن)

پھر فرماتے ہیں:

"پھر مَیں دیکھتا ہوں کہ بہت سے ہیں جن میں اپنے بھائیوں کے لئے کچھ بھی ہمدردی نہیں۔ اگر ایک بھائی بھوکا مرتا ہو تو دوسرا توجہ نہیں کرتا اور اس کی خبرگیری کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ یا اگر وہ کسی اور قسم کی مشکلات میں ہے تو اتنا نہیں کرتے کہ اس کے لئے اپنے مال کا کوئی حصہ خرچ کریں۔ حدیث شریف میں ہمسایہ کی خبرگیری اور اس کے ساتھ ہمدردی کا حکم آیا ہے بلکہ یہاں تک بھی ہے کہ اگر تم گوشت پکاؤ تو شوربا زیادہ کرلو تاکہ اسے بھی دے سکو۔ اب کیا ہوتا ہے اپنا ہی پیٹ پالتے ہیں، لیکن اُس کی کچھ پروا نہیں۔ یہ مت سمجھو کہ ہمسایہ سے اتنا ہی مطلب ہے جو گھر کے پاس رہتا ہو بلکہ جو تمہارے بھائی ہیں وہ بھی ہمسایہ ہی ہیں خواہ وہ سو کوس کے فاصلے پر بھی ہوں"۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۱۵۔ جدید ایڈیشن)

اب تو سو کوس کا محاورہ جو ہے وہ ہزاروں کوس میں بھی تبدیل ہو جاتے ہیں۔ بہت سے ایسے ہیں جو پاکستان میں دکھ اٹھارہے ہیں۔ ان کے بھائی امریکہ یا کینیڈا یا جرمنی وغیرہ میں یا انگلستان میں موجود ہوں۔ اگر ہزاروں کوس کے فاصلے پر وہ ان کی ہمدردی نہیں کرتے اور ان بھوکوں کی خبرگیری نہیں کرتے تو انہوں نے اسلام کے ایک بنیادی اصول کو نظرانداز کردیا۔ پس اپنے بھائیوں کو خواہ وہ ہزاروں کوس کے فاصلے پر ہوں ہمیشہ ہمدردی کی نظر سے دیکھو اور جو خدمت بھی خدا تمہیں توفیق دے ان کی کرتے رہا کرو۔

پھر فرماتے ہیں:

"غرض اخلاق ہی ساری ترقیات کا زینہ ہے۔ میری دانست میں یہی پہلو حقوق العباد کا ہے جو حقوق اللہ کے پہلو کو تقویت دیتا ہے۔ جو شخص نوع انسان کے ساتھ اخلاق سے پیش آتا ہے خدا تعالیٰ اس کے ایمان کو ضائع نہیں کرتا۔ جب انسان خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ایک کام کرتا ہے اور اپنے ضعیف بھائی کی ہمدردی کرتا ہے تو اس اخلاص سے اس کا ایمان قوی ہو جاتا ہے۔ مگر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ نمائش اور نمود کے لئے جو اخلاق برتے جائیں وہ اخلاق خدا تعالیٰ کے لئے نہیں ہوتے اور ان میں اخلاص کے نہ ہونے کی وجہ سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ اس طرح پر تو بہت سے لوگ سرائیں وغیرہ بنا دیتے ہیں۔ ان کی اصل غرض شہرت ہوتی ہے۔ اور اگر انسان خدا تعالیٰ کے لئے کوئی فعل کرے تو خواہ وہ کتنا ہی چھوٹا کیوں نہ ہو، اللہ تعالیٰ اُسے ضائع نہیں کرتا اور اس کا بدلہ دیتا ہے"۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۱۲۔ جدید ایڈیشن)

اس سے پہلے بھی یہ ایک حدیث گزر چکی ہے جس میں خدا تعالیٰ نے تاکید فرمائی ہے کہ چھوٹے کی جب تم خدمت کرو تو وہ اگر شکریہ بھی ادا کرے تو شکریہ بھی قبول نہ کرو اور کہہ دیا کرو کہ ہم تو اللہ کی رضا کی خاطر یہ کرتے ہیں۔ ﴿لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا﴾۔ ہم تو تم سے کسی قسم کی جزا اور کوئی بھی شکریہ نہیں چاہتے۔ پس اصل خدمت وہی ہے جو خدا کی رضا کی خاطر ہو اور بندوں کے شکریہ کا اس خدمت سے کوئی بھی تعلق نہیں بلکہ شکریہ ادا کریں تو احسان کرنے والا شرمندہ ہوتا ہے اور ان الفاظ میں اس کو توجہ دلاتا ہے کہ تمہاری نہیں بلکہ خدا کی خاطر مَیں نے یہ کام کیا ہے۔

چوہدری ایشین سٹور۔ گروس گیراؤ۔ بٹل بورن

اب نئی جگہ اور نئی شان کے ساتھ رمضان شریف کی خوشی میں

سیل سیل سیل

۱۔ تازہ حلال گوشت 1/2 بکرا	8-00 DM فی کلو	۲۔ گائے کے پائے	3-50 DM فی پایہ
۳۔ ہر قسم کی سبزی	6-00 DM فی کلو	۴۔ تازہ لہسن اور ادرک	5-00 DM فی کلو
۵۔ تازہ کھجوریں	5-00 DM فی کلو	۶۔ Cristaline پانی نمبر ۱	12-50 DM ۶ بوتل
۷۔ تازہ مرغی کے لیگ پیس	22-00 DM دس کلو		

نیز اس کے علاوہ ہر ایک سوڈج مارک کی خریداری پر تین پیکٹ سویاں مفت

ہمارا نیا پتہ: Chaudry Asian Store

Darmstadter Str-68 64572 Buttle Born / Germany

Tel: 06152 - 58603

پھر فرماتے ہیں:

"خوب یاد رکھو کہ امیری کیا ہے؟ امیری ایک زہر کھانا ہے۔ اس کے اثر سے وہی بچ سکتا ہے جو شفقت علی خلق اللہ کے تریاق کو استعمال کرے اور تکبر نہ کرے"۔

پس امیری زہر تو ہے مگر ان لوگوں کے لئے نہیں جو خلق اللہ پر شفقت کرتے ہیں۔ تو ان کی شفقت علی خلق اللہ ان کی امیری کا تریاق ہو جاتی ہے۔

"لیکن اگر وہ اس کی شیخی اور گھمنڈ میں آتا ہے تو نتیجہ ہلاکت ہے۔ ایک پیاسا ہو اور ساتھ کنواں بھی ہو لیکن کمزور ہو اور غریب ہو اور پاس ایک متمول انسان ہو تو وہ محض اس خیال سے کہ اس کو پانی پلانے سے میری عزت جاتی رہے گی اس نیکی سے محروم رہ جائے گا۔ اس نخوت کا نتیجہ کیا ہوا؟ یہی کہ نیکی سے محروم رہا۔ اور خدا تعالیٰ کے غضب کے نیچے آیا۔ پھر اس سے کیا فائدہ پہنچا۔ یہ زہر ہوا یا کیا؟ وہ نادان ہے۔ سمجھتا نہیں کہ اس نے زہر کھائی ہے لیکن تھوڑے دنوں کے بعد معلوم ہو جائے گا کہ اس نے اپنا اثر کر لیا ہے اور وہ ہلاک کر دے گی۔

یہ بالکل سچی بات ہے کہ بہت سی سعادت غرباء کے ہاتھ میں ہے۔ اس لئے انہیں امیروں کی امیری اور تمول پر رشک نہیں کرنا چاہئے۔ اس لئے کہ انہیں وہ دولت ملی ہے جو ان کے پاس نہیں۔ ایک غریب آدمی بے جا ظلم، تکبر، خود پسندی، دوسروں کو ایذا پہنچانے، اتلافِ حقوق وغیرہ بہت سی برائیوں سے مفت میں بچ جائے گا کیونکہ وہ جھوٹی شیخی اور خود پسندی جو ان باتوں پر اسے مجبور کرتی ہے اس میں نہیں ہے۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۴۳۹۔ جدید ایڈیشن)

آج کل کے غرباء کی بڑی بھاری تعداد یہاں مراد نہیں ہے کیونکہ آج کل کے غرباء تو بڑوں پر حسد بھی کرتے ہیں، ان کو کئی قسم کے مظالم کا نشانہ بھی بناتے ہیں اور ان لوگوں کے ہاتھ میں کھیلتے ہیں جن کے ہاتھ سے دوسروں کی عزتوں سے کھیلا جاتا ہے۔ پس اس لئے یہاں دل کی غربت زیادہ تر مراد ہے۔ غریب ہو مگر وہ جس کو دل کی غریبی نصیب ہوئی ہو۔ وہ ایسا شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہوتا ہے اور وہ باقیوں سے پہلے بخشش کا حقدار سمجھا جائے گا۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"امارت اور دولت بھی ایک حجاب ہوتا ہے۔ امیر آدمی کو کوئی غریب سے غریب اور ادنیٰ آدمی السّلام علیکم کہے تو اسے مخاطب کرنا اور وعلیکم السّلام کہنا اس کو عار معلوم ہوتا ہے"۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۸۸ جدید ایڈیشن)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تو ہر سلام کرنے والے کو وعلیکم السّلام کہا کرتے تھے یہاں تک کہ غیروں سے بھی آپ کا یہی سلوک تھا۔ یعنی واقعتاً اگر کوئی یہودی بھی آپؐ کو السلام علیکم کہتا تھا تو آپؐ وَعَلَیْکُمُ السَّلام کہا کرتے تھے۔ اسی طرح ایک دفعہ آپؐ سواری پر جا رہے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی بیٹھی ہوئی تھیں راستہ میں ایک یہودی نے زبان کو چکر دے کر السلام کی بجائے السَّامُ عَلَیْکُم کہا جس کا مطلب ہے تجھ پر ہلاکت ہو۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا "عَلَیْکُمْ"۔ اب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ نہ سنا کہ "وَ" چھوڑ دیا ہے "اور تم پر بھی" نہیں کہا۔ "تم پر ہو"۔ پس حضرت عائشہؓ نے توجہ دلائی کہ یارسول اللہ آپؐ نے سنا نہیں کیا کہا تھا اس نے؟ اس نے کہا تھا السَّامُ عَلَیْکُمْ۔ آپؐ نے فرمایا تم نے نہیں سنا جو مَیں نے کہا تھا۔ مَیں نے 'وَعَلَیْکُمْ' نہیں کہا "عَلَیْکُمْ" کہا تھا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا دستور تو یہ تھا کہ ہر کس و ناکس کے سلام کے جواب میں اس کو سلام کہا کرتے تھے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"اگر خدا تعالیٰ اپنا فضل کرے اور دولت مند آدمی اپنے مال و دولت پر ناز نہ کرے اور اس کو بندگانِ خدا کی خدمت میں صَرف کرنے اور ان کی ہمدردی میں لگانے کے لئے موقع پائے اور اپنا فرض سمجھے تو پھر وہ ایک خیر کثیر کا وارث ہے"۔ (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۴۳۹ جدید ایڈیشن)

کشتیٔ نوح میں دو چھوٹے چھوٹے فقرے ہیں:

"امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو، نہ خود پسندی سے ان پر تکبر۔"

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد ۱۹، صفحہ ۱۲۔ جدید ایڈیشن)

پھر فرماتے ہیں:

"اپنے غریب بھائیوں پر رحم کرو تا آسمان پر تم پر بھی رحم ہو۔"

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد ۱۹، صفحہ ۱۲۔ جدید ایڈیشن)

پھر ملفوظات میں آپ کا یہ ارشاد درج ہے، فرمایا:

"وَلاَ تُصَعِّرْ لِخَلْقِ اللّٰهِ وَ لاَ تَسْئَمْ مِنَ النَّاس"۔ یہ اللہ تعالیٰ کا آپ کو الہام تھا کیونکہ بکثرت لوگوں نے آپ کے پاس آنا تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان سے تھکتے نہیں تھے۔ اتنی محنت کی ہے، اتنی محنت کی ہے کہ روح دل کی گہرائیوں سے آپ کو دعائیں دیتی ہے۔ اکیلے نے کتنے بوجھ اٹھائے۔ عام تصور میں بھی نہیں آسکتا۔ اتنی تصنیفات، اتنے کام اور خود اپنے ہاتھ سے سب کئے۔ پھر غریبوں کی خدمت کرنا، غریبوں کے لئے جو باہر سے آئے ہوئے مہمان ہیں ان کے لئے چارپائیاں تک اپنے ہاتھ سے بنانا اور بنوانا۔ غرضیکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدمت کا ہر حق ادا کیا اور غریبوں کے لئے آپ کے گال بھی کبھی نہیں پھولے، نہ ان سے آپ تنگ آئے۔ آپ نے یہ روایت تو بارہا سنی ہوگی کہ میاں نظام دین ایک غریب انسان تھے۔ جب مسجد میں کھانا دیا جا رہا تھا تو سب امیروں کو تو کھانا تقسیم ہوا اور آخر پر جا کر میاں نظام دین کی باری تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنا سالن اٹھا کر ان کے پاس پہنچ گئے۔ فرمایا: آؤ نظام دین تم اور مَیں مل کر کھاتے ہیں۔ پس یہ ہے شفقت علی الناس جو دل کی گہرائیوں سے اٹھتی ہے اور اسی پر اللہ کے پیار کی نظریں پڑتی ہیں۔ اسی ضمن میں فرما رہے ہیں:

"امیر لوگ تو عام مجلسوں میں خود ہی پوچھے جاتے ہیں اور ہر ایک ان سے باخلاق پیش آتا ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے غریبوں کی سفارش کی ہے جو بے چارے گمنام زندگی بسر کرتے ہیں"۔

(ملفوظات جلد چہارم۔ صفحہ ۷۰، ۷۱۔ جدید ایڈیشن)

پھر فرماتے ہیں "میری نصیحت یہی ہے کہ دو باتوں کو یاد رکھو۔ ایک خدا تعالیٰ سے ڈرو۔ دوسرے اپنے بھائیوں سے ایسی ہمدردی کرو جیسی اپنے نفس سے کرتے ہو۔ اگر کسی سے کوئی قصور اور غلطی سرزد ہو جاوے تو اسے معاف کرنا چاہئے نہ یہ کہ اس پر زیادہ زور دیا جاوے اور کینہ کشی کی عادت بنالی جاوے۔

نفس انسان کو مجبور کرتا ہے کہ اس کے خلاف کوئی امر نہ ہو اور اس طرح پر وہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تخت پر بیٹھ جاوے۔ اس لئے اس سے بچتے رہو۔ مَیں سچ کہتا ہوں کہ بندوں سے پورا خُلق کرنا بھی ایک موت ہے۔ مَیں اس کو ناپسند کرتا ہوں کہ اگر کوئی ذرا بھی کسی کو توں تاں کرے تو وہ اس کے پیچھے پڑ جاوے۔ مَیں تو اس کو پسند کرتا ہوں کہ اگر کوئی سامنے بھی گالی دیدے تو صبر کر کے خاموش ہو رہے"۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۶۹۔ جدید ایڈیشن)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں بارہا ایسے واقعات گزرے ہیں کہ ایک دشمن نے کھڑے ہو کر آپ کو انتہائی گندی گالیاں دیں لیکن آپ کے چہرہ پر تیوری تک نہ آئی۔ بڑے تحمل سے ان گالیوں کو سنتے رہے اور ایسے ہی واقعات کے نتیجہ میں بہت سے دل بدلائے گئے اور کئی دوست جو باہر سے دشمنی لے کر آئے تھے، عناد لے کر آئے تھے، آپ کے اخلاق کریمانہ کے نتیجہ میں بالکل تبدیل ہو کر گئے اور آپ کے عُشاق میں داخل ہو گئے۔ یہی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا طریق تھا جس کے نتیجہ میں قرآن شریف میں آتا ہے کہ آپ اپنے دشمنوں کے دلوں کو ایسا تبدیل کر دیا کرتے تھے کہ جو آپؐ کے خون کے پیاسے تھے وہ آپؐ پر خون بہانے والے، خون نثار کرنے والے دوست بن گئے تھے۔ پس مَیں امید رکھتا ہوں کہ جماعت احمدیہ ان اخلاق کریمانہ سے استفادہ کرے گی۔

اب میں خطبہ ختم کرنے سے پہلے ضمناً یہ بتا دیتا ہوں کہ تمام احباب جماعت عالمگیر کی خدمت میں عید مبارک کہنا چاہتا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی یہ عرض ہے کہ اس موقعہ پر جنہوں نے مجھے عید کارڈ بھیجے ہیں، فیکسز بھیجی ہیں، خطوط اور فون کے ذریعہ عید مبارک کے پیغامات دیئے ہیں اُن سب کے پیغام نام بنام مَیں نے پڑھے یا سنے اور مَیں بھی ان سب کو عید مبارک پیش کرتا ہوں۔ کیونکہ جواباً اس کثیر تعداد میں ان لوگوں کو عید مبارک لکھنا ممکن نہیں ہے۔ اور اَور بھی بہت سے ایسے کام ہیں جس کی وجہ سے یہ بہت بڑا کام ہے۔ تو اب میں اس خطبہ کے ذریعہ ان سب کو عید مبارک کا تحفہ پیش کرتا ہوں۔ اور اس کے ساتھ اب جب آخری دعا ہوگی اس میں مَیں آپ کو یاد دلاتا ہوں کہ اسیرانِ راہ مولیٰ کی جلد آزادی کے لئے بھی دعا کریں۔ اور دعا کریں کہ شہداء اور ان کے بچوں کا خدا خود کفیل ہو اور ان کو بندوں کا محتاج نہ کرے۔

خطبہ ثانیہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے دعا کروانے سے قبل فرمایا کہ:

آخر پر خطبہ کے بعد دعا ہوا کرتی ہے۔ گو اس کا پہلے تو کوئی قطعی ثبوت نہیں ملا کہ اس طرح خطبہ کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا ہوا کرتی تھی۔ مگر جماعت احمدیہ کی تاریخ میں یہ ایک مسلمہ طریق ہے کہ عید کے بعد ہاتھ اٹھا کر بھی سب لوگ دعا میں شامل ہو جاتے ہیں۔ پس اس طریق کو مَیں جاری رکھوں گا۔ اب ان سب کے لئے دعائیں کریں جن کا ذکر رمضان کی آخری دعا میں ہو چکا ہے۔ وہ لمبی فہرست ہے اس

بیلہ بوتیک کی طرف سے اپنے تمام کرم فرماؤں کو پیشگی

عید مبارک

ہر موسم اور موقع کی مناسبت سے سوٹ، گرم سوٹ، لہنگے، راجستھانی، پشواس اور......

Tel: 069- 24279400 & 0171- 212 8820

Kaiser Str 64 - Laden 29 - Frankfurt Bahnhaf

کو تفصیل سے بیان کرنا ممکن نہیں اور میں امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ حسب سابق خصوصاً ربوہ اور دوسری جماعتوں کے لوگ بھی اپنے غریب بھائیوں کی عید بنانے کے لئے جائیں گے۔ ان کی عید بنائیں گے تو اپنی عید منا سکیں گے۔ ان کے گھروں میں داخل ہوں، ان کی صفائیاں کریں، ان کے ساتھ شامل ہوں۔ غریب کا دل بہت بڑا ہوتا ہے۔ جب وہ امیر بھائی کو اپنے پاس آتا دیکھتا ہے تو وہی خوشی اس کی عید بنا دیتی ہے۔ پس آپ اپنے بھائیوں کی عید بنائیں۔ اللہ آپ کو اپنی عید منانے کی توفیق عطا فرمائے۔

اس کے بعد اب میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ دعا میں میرے ساتھ شامل ہو جائیں۔

انشاء اللہ اس کے بعد میں کچھ دیر کے لئے خواتین کی طرف جاؤں گا۔ پھر واپس یہاں مصافحہ کے لئے بعد میں آؤں گا۔ اور مصافحہ کے بعد غالباً اتنا وقت ہو چکا ہو گا کہ نماز ظہر و عصر یہیں جمع ہو جائے گی۔ اسکے بعد پھر آپ کے پاس کھانے کے لئے کھلا وقت ہو گا۔ جن کو میں نے اپنے ہاں دعوت دی ہوئی ہے وہ بھی اس بات کا خیال رکھیں کہ نماز ظہر اور عصر یہاں اکٹھی جمع ہو نگی۔ اس کے بعد وہ بھی ہمارے ہاں کھانے کے لئے تشریف لے آئیں۔ آیئے اب دعا میں شامل ہو جائیں۔

(اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے پرسوز اجتماعی دعا کروائی)

عہدیداران جماعت احمدیہ تنزانیہ (مشرقی افریقہ) کا
نیشنل ریفریشر کورس

(مظفر احمد باجوہ۔ مبلغ سلسلہ)

تنزانیہ میں ہر سال جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ منعقد کیا جاتا ہے۔ امسال بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ۲۲؍ تا ۲۴؍ ستمبر ۲۰۰۰ء کو جلسہ سالانہ کا انعقاد کیا گیا۔ جو محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہایت کامیاب رہا اور خوش اسلوبی سے اختتام پذیر ہوا۔ تنزانیہ ایک وسیع ملک ہے۔ سفر کی سہولیات بھی کم ہیں۔ احباب دُور دراز علاقوں سے سفر کر کے جلسہ سالانہ کے موقع پر اکٹھے ہوتے ہیں۔ بعض کو تین تین دن یکطرفہ سفر میں لگتے ہیں۔ امسال جلسہ سالانہ سے اگلے دن یعنی ۲۵؍ ستمبر کو ملک بھر کی جماعتوں سے آئے ہوئے عہدیداران کا ریفریشر کورس بھی منعقد کیا گیا جو تنزانیہ میں اپنی نوعیت کا پہلا اور واحد پروگرام ہے۔ عہدیداران جماعت کے علاوہ تمام مبلغین و معلمین کرام نے بھی شرکت کی۔ کل حاضری ۲۴۵ تھی۔

ریفریشر کورس کا افتتاح

۲۵؍ ستمبر کو صبح ۹ بجے کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور دعا سے کیا گیا۔ مکرم مظفر احمد صاحب درانی امیر و مشنری انچارج تنزانیہ نے افتتاحی خطاب میں عہدیداران کے فرائض پر وضاحت سے روشنی ڈالی۔ نظام جماعت اور مالی نظام کی وضاحت بیان کرتے ہوئے آپ نے تمام عہدیداران کو ان کی ذمہ داریوں کا احساس دلایا اور ذیلی تنظیموں کو مؤثر بنانے کی تلقین فرمائی اور ہر شعبہ کے دائرہ کار اور طریق کار کی تعیین فرمائی۔

خطابات ممبران نیشنل مجلس عاملہ

محترم امیر صاحب کے خطاب کے بعد نیشنل عہدیداروں کو اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دیا گیا۔ وہ باری باری سٹیج پر آئے اور اپنے اپنے شعبہ کے متعلق تفصیلات بیان کیں کہ وہ کس طرح اپنے شعبہ کو چلاتے ہیں اور ان کے کاموں میں بہتری کے سامان کس طرح پیدا کئے جا سکتے ہیں۔ نیز ریجنل اور لوکل جماعتوں کے عہدیداران کو طریقہ ہائے کار سمجھائے گئے۔ ان کی ذمہ داریوں کو وضاحت سے بیان کیا گیا اور ذیلی تنظیموں میں بیداری پیدا کرنے کا احساس دلایا گیا۔ نیز نئی جماعتوں میں جلد از جلد نظام جماعت قائم کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی۔ اس طرح نیشنل مجلس عاملہ کے ہر ممبر نے اپنے اپنے شعبہ کے متعلق ضروریات اور مطالبات سے جماعتی عہدیداران کو توجہ دلائی اور کارگزاری کی ماہانہ رپورٹ شعبہ وار بھجوانے کی درخواست کی۔

مرکزی مبلغین اور معلمین صاحبان نے بھی اس موقع پر اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ انہوں نے نظام جماعت کو مؤثر اور فعال رنگ میں رائج کرنے کے بارہ میں مفید مشورے دئے۔

دوسرا اجلاس

دوپہر کے کھانے اور نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کے بعد دوسرا اجلاس شروع ہوا جس میں ملک بھر کی جماعتوں سے تشریف لائے ہوئے عہدیداران نے اپنی مشکلات اور ضروریات بیان کیں۔ اور اپنے اپنے کام کے متعلق وضاحت چاہی اور مختلف امور کی انجام دہی سے متعلق سوالات پوچھے۔ محترم امیر صاحب اور نیشنل سیکرٹریان نے ان سوالات کے جوابات اور متعلقہ وضاحتیں بیان فرمائیں۔ شام پانچ بجے مکرم امیر صاحب کی دعا کے ساتھ اس مرکزی ریفریشر کورس کا اختتام ہوا۔

ریفریشر کورس کے بعد ہر عہدیدار خوش اور مطمئن تھا کہ آج اسے اس کے کام اور ذمہ داری کی ادائیگی کا طریق کار سمجھایا گیا ہے۔ الحمد للہ کہ ریفریشر کورس ہر لحاظ سے بہت ہی کامیاب رہا اور ملک بھر کی جماعتوں سے تشریف لائے ہوئے عہدیداران ایک نیا عزم اور ولولہ لے کر واپس گئے۔ اللہ تعالیٰ ان نیک عزائم کو عملی جامہ پہنانے کی انہیں توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

بقیہ: رپورٹ جلسہ سالانہ قادیان
از صفحہ ۱۲

سابق منسٹر پنجاب جناب پرتاپ سنگھ باجوہ صاحب اور حکیم سورن سنگھ صاحب کے علاوہ کئی دیگر سیاسی و غیر سیاسی تنظیموں کے سرکردہ افراد نے بھی کشمیر سے لے کر کنیا کماری تک ہندوستان کے ۲۰ صوبوں اور ۱۸ بیرونی ممالک کے نمائندوں نے شرکت کی۔ امسال جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں میں ۲۳ ہزار نو مبایعین تھے۔

ہندوستان کے اخبارات، ریڈیو اور ٹی وی نے جلسہ کی حاضری ۴۵ ہزار بتائی ہے جبکہ ہمارے

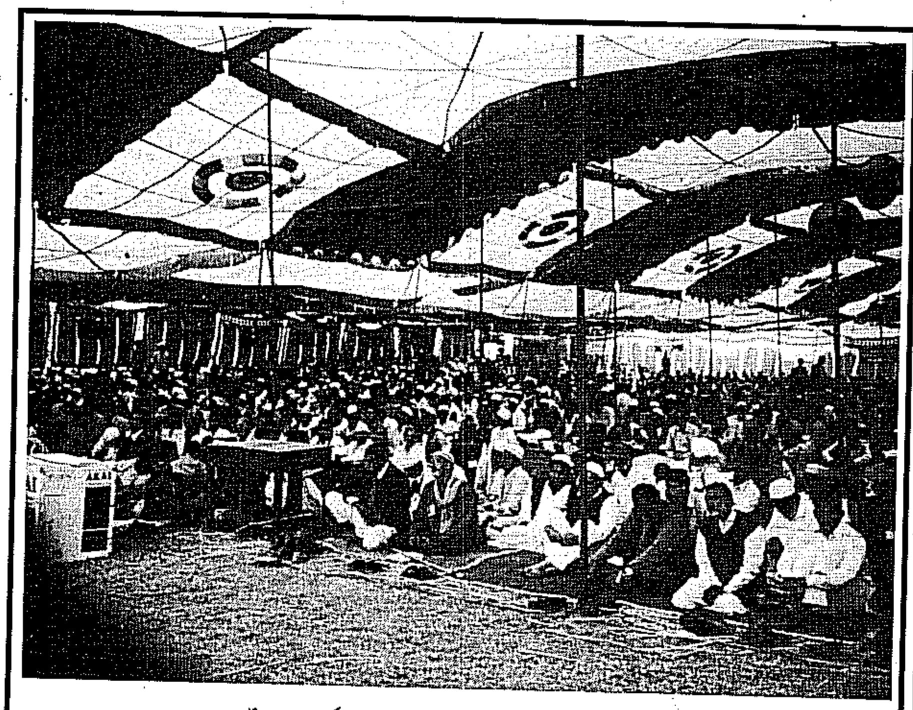

جلسہ سالانہ قادیان دارالامان ۲۰۰۰ء کا ایک اور منظر

شرکت فرمائی۔ امسال بنگال سے ۱۸، آسام سے ۱۵، اور آندھرا پردیش سے ۱۵ بوگیوں پر مشتمل کل تین سپیشل ٹرینیں دو سے اڑھائی ہزار میل کا فاصلہ طے کر کے قادیان پہنچیں۔ سپیشل ٹرین کی ہر بوگی میں باقاعدہ لاؤڈ سپیکر لگا کر نماز باجماعت کا انتظام کیا گیا تھا۔

مہمانوں کے لئے ۱۲۔ ایکڑ اراضی پر خیمے لگا کر رہائش کا انتظام کیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ چاروں گیسٹ ہاؤسز، تعلیمی اداروں اور دفاتر وغیرہ کی عمارتیں بھی رہائش کے لئے استعمال کی گئیں۔ نیز ریتی چھلہ میں زیر تعمیر ہسپتال میں بھی مہمانوں کو ٹھہرایا گیا۔

انتظام کا محتاط اندازہ ۳۵ ہزار کا ہے۔

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ

یورپ: چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ

دیگر ممالک: ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

Unique Travel یونیک ٹریول

تمام ائرلائنز کے ذریعہ دنیا بھر کے لئے سستی ٹکٹوں اور یقینی نشستوں کی فراہمی کا مرکز
اور بہت سی زبانوں میں ترجمہ کی سہولت

لاہور، اسلام آباد، پشاور، ملتان، فیصل آباد	DM 1130,-
فیملی فیئرز (کم از کم چار افراد)	DM 1030,-
کراچی	DM 885,-
فیملی فیئرز (کم از کم چار افراد)	DM 805,-

رابطہ:
Tel: 06152-638771 - Fax: 06152-638772
Alte Mainzer str. 36 - 64569 Nauheim (G.Gerau) Germany

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation

Contact:
Anas A.Khan, John Thompson
Solicitors

1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG

Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:
AL-FAZL DIGEST, 6 HARDWICKS WAY, LONDON SW18 4AJ U.K.

جذبۂ ایثار

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۸؍دسمبر ۹۹ء میں مکرم ریاض محمود باجوہ صاحب کے قلم سے ایک مضمون شامل اشاعت ہے جس میں ایثار کے بارہ میں اسلامی تعلیم اور اس جذبہ کو فروزاں کرنے والے بعض ایمان افروز واقعات بیان کئے گئے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: "قرآن شریف نے ایک اصول بتایا ہے کہ...... جو نفع رساں وجود ہوتے ہیں اُن کی عمر دراز ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کو درازیٔ عمر کا وعدہ فرمایا ہے جو دوسرے لوگوں کے لئے مفید ہیں"۔

ایک اور موقعہ پر فرمایا: "اخلاق فاضلہ اسی کا نام ہے بغیر کسی عوض معاوضہ کے خیال سے نوع انسان سے نیکی کی جاوے۔ اسی کا نام انسانیت ہے"۔

آنحضرت ﷺ پر جب پہلی وحی نازل ہوئی تو آپؐ نے حضرت خدیجہؓ سے فرمایا: "مجھے تو اپنے نفس کے متعلق ڈر پیدا ہو گیا ہے"۔ اس پر حضرت خدیجہؓ نے کہا: "خدا کی قسم! اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں اور صادق القول ہیں اور لوگوں کے بوجھ بٹاتے ہیں اور معدوم اخلاق کو آپ نے اپنے اندر جمع کیا ہے اور آپ مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق کی باتوں میں لوگوں کے مددگار بنتے ہیں"۔

یہی حال آپؐ کے اصحاب کا تھا۔ انصار کے ایثار و قربانی کا عملی مظاہرہ مؤاخات کے موقعہ پر دیکھنے میں آیا۔ اسی طرح ایک بار حضرت ابوبکرؓ نے اپنا سارا اثاثہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضرت عثمانؓ نے مسجد کی توسیع کیلئے ایک قطعہ زمین بیس ہزار درہم میں فروخت کر دیا اور مسلمانوں کی پانی کی تکلیف دور کرنے کے لئے ایک یہودی کا کنواں "بیئر رومہ" خرید کر وقف کر دیا۔

حضرت ابوطلحہؓ ایک بار آنحضرت ﷺ کے ایک مہمان کو لے کر گھر پہنچے تو معلوم ہوا کہ کھانا صرف ایک آدمی کیلئے ہی ہے۔ چنانچہ آپؓ اور آپکی اہلیہ نے کمال ایثار کا نمونہ پیش کرتے ہوئے چراغ گُل کر دیا اور منہ اس طرح چلانے لگے کہ مہمان بھی سمجھتا رہا کہ میزبان بھی کھانے میں شریک ہیں۔ اُسی رات اللہ تعالیٰ نے آنحضور ﷺ سے اس جذبہ ایثار کی اطلاع دے کر خوشنودی کا اظہار فرمایا۔

حضرت عائشہؓ نے آنحضور ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پہلو میں اپنی قبر کیلئے جگہ مخصوص کر رکھی تھی لیکن جب حضرت عمرؓ نے اُن سے یہ جگہ اپنے لئے چاہی تو حضرت عائشہؓ نے ایثار کا نمونہ پیش کر کے کہا: "مَیں نے خود اپنے لئے اس کو محفوظ رکھا تھا لیکن آج اپنے اوپر آپ کو ترجیح دیتی ہوں"۔

ایک جنگ میں حضرت عکرمہؓ نے شدید زخمی حالت میں پانی مانگا۔ پانی لایا گیا تو آپؓ نے دیکھا کہ حضرت سہیل بن عمروؓ بھی شدید زخمی حالت میں پانی کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ بولے: پہلے اُن کو پلاؤ۔ حضرت سہیلؓ نے دیکھا کہ حضرت حارثؓ کی نگاہ بھی پانی کی طرف ہے۔ بولے: اُن کو پلاؤ۔ بالآخر سب نے تشنہ کامی کی حالت میں جان دی۔

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی کا بیان ہے کہ ایک جلسہ سالانہ پر بہت آدمی آئے جن کے پاس کوئی پارچہ سرمائی نہ تھا۔ ایک شخص اندر سے لحاف منگوا کر مہمانوں کو دیتا رہا۔ عشاء کے بعد مَیں حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؑ بغلوں میں ہاتھ دیئے بیٹھے تھے اور ایک صاحبزادہ جو غالباً حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ تھے، پاس لیٹے تھے اور ایک شتری چوغہ انہیں اوڑھا رکھا تھا۔ معلوم ہوا کہ آپؑ نے اپنا لحاف بچھونا بھی طلب کرنے پر مہمانوں کیلئے بھیج دیا ہے۔ مَیں نے عرض کیا آپکے پاس کوئی پارچہ نہیں رہا اور سردی بہت ہے۔ فرمانے لگے کہ مہمانوں کو تکلیف نہیں ہونی چاہئے اور ہمارا کیا ہے، رات گزر ہی جائے گی۔

حضرت منشی صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ عید کے روز مَیں سر کا نیا صافہ خریدنے بازار جا رہا تھا۔ راستہ میں حضورؑ نے مجھے دیکھ کر پوچھا کہاں جا رہے ہو۔ مَیں نے بتایا تو حضورؑ نے اُسی وقت اپنا عمامہ اتار کر دیدیا اور فرمایا کہ آپکو پسند ہے تو آپ لے لیں۔

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: "اگر کسی جماعت کے افراد میں قربانی اور ایثار کا مادہ ہو اور وہ دین کیلئے اپنے اندر جنونانہ رنگ رکھتے ہوں اور وہ اپنی محنت اور قربانی کو اس حد تک پہنچا دیں کہ جس حد تک پہنچانے سے دوسرے لوگ گھبراتے ہوں تو پھر ان کے ایک ایک آدمی کے مقابلہ میں دس دس، پندرہ پندرہ بلکہ بیس بیس آدمی بھی ہیچ ہو جاتے ہیں۔ جنگ بدر میں ایسا ہی ہوا، غزوہ خندق میں بھی ایسا ہی ہوا"۔

محترم میاں محمد ابراہیم صاحب جمونی

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۵؍دسمبر ۹۹ء میں محترم میاں محمد ابراہیم صاحب جمونی کا ذکر خیر آپکی بیٹی مکرمہ امۃ الرشید سعدی صاحبہ کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

محترم جمونی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی صلاحیتوں سے نوازا تھا جن سے آپ نے بھرپور استفادہ کیا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو جب آپ نے اپنی کتاب بھجوائی تو حضور انور نے جواباً تحریر فرمایا: "مَیں نے سرسری نظر سے کتاب دیکھنی شروع کی تو بے تکلف انداز تحریر اور پرانی دلچسپ یادوں کے تذکرے نے توجہ کو ایسا کھینچا کہ چھوڑنے کا خیال بوجھل لگتا تھا۔ آپ کی شخصیت کے بعض نئے پہلو سامنے آئے۔ مثلاً مجھے پہلے یہ علم نہیں تھا کہ آپ ماشاء اللہ دعوت الی اللہ کے میدان کے بھی نامور کھلاڑی رہے ہیں اور بچپن اور ایام طالب علمی میں بڑے جوش و خروش سے مختلف مناظروں میں حصہ لیتے رہے ہیں۔ آپ کا مزاح کا ذوق بھی معروف ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ رحمت اور مغفرت کا سلوک فرمائے اور اُن لوگوں میں اٹھائے جن کے ساتھ حساباً یسیرا کا معاملہ کیا جائے"۔

آپکو قریباً ۳۰ سال تک خاندان حضرت مسیح موعودؑ کو پڑھانے کا شرف حاصل رہا۔ حضرت مصلح موعودؓ جب بھی آپ کا ذکر کرتے تو "ہمارے ماسٹر صاحب" ہی کہتے۔ ۱۹۲۹ء میں آپ حضورؓ کے ارشاد پر اپنی نوکری چھوڑ کر قادیان حاضر ہو گئے۔ ۱۹۴۰ء میں حضورؓ نے خود دلی جا کر آپ کا نکاح پڑھایا اور آپکا قابل تقلید معلم کے طور پر ذکر کیا۔ آپکی شادی پر حضورؓ نے آپکی بیوی کیلئے زیور اور آپکے لئے مصلّی بھجواتے ہوئے تحریر فرمایا "اللہ تعالیٰ میاں بیوی کے تعلق بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے: تم تمام نمازوں اور خصوصاً درمیانی نماز کا پورا خیال رکھو"۔ اس سے حضورؓ کی سیرت کے بھی کئی پہلو سامنے آتے ہیں۔

قادیان میں آپکو سکول کے تمام عملہ کو نظام وصیت میں شامل کروانے کی توفیق عطا ہوئی۔ ربوہ میں جب حضرت مصلح موعودؓ نے سلسلہ کے علماء کو چھوٹے چھوٹے رسائل لکھنے کا ارشاد فرمایا تو آپ نے بھی کئی مضامین لکھے جو شائع کئے گئے۔ آپ نے ۱۹۷۳ء تک تعلیم الاسلام ہائی سکول میں خدمت انجام دی۔ شام کو گھر پر طلبہ کو مفت پڑھاتے تھے۔

۱۹۷۳ء میں آپ کو بطور مبلغ امریکہ بھجوایا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے آپ سے خاص طور پر فرمایا: "یاد رکھیں (فلاں صاحب) غلط کہتے ہیں کہ چہرہ کا پردہ نہیں۔ اسلام میں چہرہ کا پردہ ہے۔ اب آپ امریکہ جا رہے ہیں، اس بات کو مدنظر رکھیں"۔ چنانچہ آپ کو وہاں اس نصیحت کے مطابق کام کرنے کی خاص سعادت حاصل ہوئی۔ وہاں آپ رمضان میں روزانہ ایک سیپارہ کا درس بھی انگریزی زبان میں دیتے رہے۔ آپ کو امریکہ میں انگریزی ترجمہ قرآن دو بار بیس بیس ہزار کی تعداد میں طبع کروانے کی بھی توفیق ملی۔ آپ کا قیام ڈیٹن میں تھا۔ وہاں کے میئر نے حضورؒ کی خدمت میں شہر کی چابی پیش کی اور کہا کہ جماعت احمدیہ کے افراد میں جرائم کی شرح صفر کے برابر ہے اور جب کوئی شہری احمدی ہو جاتا ہے تو مَیں اطمینان کا سانس لیتا ہوں۔

حکیم مومن خان مومن

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۷؍دسمبر ۹۹ء میں پروفیسر راجہ نصر اللہ خان صاحب کے قلم سے حکیم مومن خان مومن کی سیرت و سوانح اور شاعری پر ایک مضمون شامل اشاعت ہے۔

مومن خان ۱۸۰۰ء میں دہلی کے کوچہ چیلاں میں پیدا ہوئے۔ حضرت ولی اللہ شاہ صاحبؒ نے نام رکھا اور کان میں اذان کہی۔ والد حکیم غلام علی خان شاہی طبیب تھے اور علم و ادب میں بھی ممتاز تھے۔ مومن نے تعلیم مذہبی ماحول میں حضرت شاہ عبدالعزیز کے مدرسہ میں اور حضرت شاہ عبدالقادر سے حاصل کی۔ مومن نے حفظ قرآن کے علاوہ عربی، فارسی اور علم دین سیکھا اور اپنے والد سے علم طب پڑھا۔ علم نجوم و ہیئت میں بھی کمال حاصل کیا۔

مومن دراز قامت، سرخ و سفید سبزی مائل رنگ، بڑی بڑی آنکھیں اور بہت خوش پوش آدمی تھے۔ ترنم کے ساتھ پڑھتے تو سامعین وجد میں آجاتے۔ شاعری مشغلہ تھا، مال کی ہوس نہ تھی کہ درباروں کے چکر لگاتے۔ نہایت وضعدار شخص تھے۔ اصول کے پکے اور اخلاص کے سچے تھے۔ اگر کپڑے کا کوئی تاجر دلی آتا تو مومن کے ہاں ضرور جاتا کیونکہ سب کو معلوم تھا کہ اگر کوئی چیز پسند آگئی تو پھر قیمت کی بحث نہ ہوگی۔

ایک بار مہاراجہ کپورتھلہ نے ۳۵۰ روپے پر مومن کو اپنا مصاحب مقرر کیا اور ایک ہزار روپیہ بھی انہیں زاد راہ کے طور پر بھیجا۔ مہاراجہ کے ایلچی سے باتوں باتوں میں جب مومن کو یہ معلوم ہوا کہ مہاراجہ کا گویا بھی اسی قدر مشاہرہ پاتا ہے تو آپ نے مہاراجہ کا مصاحب بننا گوارا نہ کیا۔

مومن نے کبھی حصول زر کے لئے شاعری نہیں کی۔ زندگی بھر نو قصیدے لکھے جن میں سے سات حمد و نعت اور منقبت ہیں جبکہ دو ایسے افراد کیلئے لکھے جن کیلئے اظہار تشکر مقصود تھا۔

مومن ۱۸۵۲ء میں ۵۲ سال کی عمر میں دہلی میں چھت سے گرگئے اور کچھ عرصہ بعد وفات پائی۔

مومن کے کلام میں سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:-

ناوک انداز جدھر دیدۂ جاناں ہوں گے
نیم بسمل کئی ہوں گے کئی بے جاں ہوں گے
تو کہاں جائے گی کچھ اپنا ٹھکانہ کر لے
ہم تو کل خواب عدم میں شب ہجراں ہوں گے

مٹی نہ دی مزار تلک آ کے اس پہ بھی
کہتے ہیں لوگ خاک میں اس نے ملا دیا

انصاف کے خواہاں ہیں، نہیں طالب زر ہم
تحسین سخن فہم ہے مومن صلہ اپنا

تم میرے پاس ہوتے ہو گویا
جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا
چارۂ دل سوائے صبر نہیں
سو تمہارے سوا نہیں ہوتا

اے تپ ہجر دیکھ مومن ہیں
ہے حرام آگ کا عذاب ہمیں

Muslim TV AHMADIYYA

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission
25/12/2000 – 31/12/2000

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone on +44 181 870 8517 or fax +44 181 874 8344

Monday 25th December 2000

00.05 Tilawat, News
00.40 Children's Class: Lesson No.106, Final Part
01.00 *Dars ul Quran No.23* Rec: 05.02.97
By Hadhrat Khalifatul Masih IV
02.35 Ramadhan Quiz
03.00 Liqa Ma'al Arab: Session No.95 ®
04.10 Huzoor's Mulaqat: With Young Lajna &Nasirat,
05.10 Tilawat
05.20 Seerat-un-Nabi (SAW)By Fareed Ahmad Sb.
05.35 Talk: Talk about Eid-ul-Fitr
By Dr. Zahid Khan Sb.
06.05 Tilawat, News
06.40 Children's Corner: 'Ramadhan and Us'
Hosted by Bashir Orchard Sb
07.10 Question and Answer Session with
Hadhrat Khalifatul Masih IV
08.20 Ramadhan Quiz ®
08.45 Urdu Class: Lesson No.21
09.55 Indonesian Service: Friday Sermon
With Indonesian Translation
11.10 *Dars ul Quran No.24* Rec:06.02.97
By Hadhrat Khalifatul Masih IV
13.05 Tilawat, News, Nazm
13.50 Bangali Service: Various Items
14.50 Rencontre Avec Les Francophones
15.50 Tilawat
15.55 Dars Hadiths: In Urdu Language
16.10 Children's Class: Lesson No.107 Part 1
16.45 Dars Hadiths: From Belgium
With French Translation
16.55 German Service: Various Programmes
18.05 Tilawat, Hadith
18.15 Urdu Class: Lesson No.22
19.30 Liqa Ma'al Arab: Session No.96
20.35 Turkish Programme: From Germany
21.05 Darood Shareef
21.10 *Dars ul Quran No.24*
By Hadhrat Khalifatul Masih IV ®
22.45 Recontre Avec Les Francophones ®
23.45 *Ramadhan Programme*: Eid-ul-Fitr ®

Special Announcement:

To all viewers of MTA International

We would like to wish all our viewers Eid Mubarak. MTA International aims to mark this auspicious occasion with a special Eid schedule.

Tuesday 26th December
Wednesday 27th December
Thursday 28th December

Tune in and see:
Eid Khutbah
Eid celebrations from around the world.
Eid shows for children.
Transmission Live From London
All new documentaries
And many other new programmes never before broadcast on MTA!

Tune in and don't miss out!!!!!!!!!!!!!

Friday 29th December 2000

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.45 Children's Corner: Children's Moshaira
01.10 Liqa Ma'al Arab: Session No.97 ®
02.15 Eid Programme: ®
04.00 Seerat un Nabi(saw): Prog. No.18
Host: Saood Ahmad Khan Sb.
04.50 Speech:Philosophy of the teachings of Islam
By Prof. Mian Afzal Ahmad Sahib
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.45 Children's Corner: Moshaira ®
07.10 Interview: 'Asseran e Maula'
Host: Dr S. Ahmad Mubashir Sb
07.50 Saraiky Programme: F/S Rec:03.03.00
With Siraiky Translation
08.50 Speech: by Maulana S.M. Anwar Sahib
09.40 Urdu Class: Lesson No.24
10.55 Indonesian Service: Tilawat, Malfoozat
11.25 Bengali Service: Various items
12.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
12.50 Nazm, Darood Shareef
13.00 Friday Sermon: By Hadhrat Khalifatul Masih IV
14.00 Documentary: Produced by MTA International
14.30 Majlis-e-Irfan: With Urdu Speaking Guests
With Hadhrat Khalifatul Masih IV Rec: 25.02.00
15.15 Friday Sermon ®
Delivered By Hadhrat Khalifatul Masih IV
16.15 MTA Canada: Children's Class, No.36, Pt 1
Hosted by Naseem Mehdi Sahib
17.00 German Service: Various Items
Produced By MTA Germany
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.10 Urdu Class: Lesson No.25
With Hadhrat Khalifatul Masih IV
19.20 Finance Review of the Year 2000
19.50 Liqa Ma'al Arab: Session No.98
With Arabic Speaking Guests
20.50 Introduction of Books: The Books of Hadhrat Khalifatul Masih I
Host: Fuzail Iyaz Ahmad Sahib
21.20 Documentary: Karnak & Luxoor
Produced by MTA International
21.45 Friday Sermon: ®
Delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV
22.55 Majlis-e-Irfan: ® With Urdu Speaking Guests

Saturday 30th December 2000

00.05 Tilawat, News
00.40 Children's Corner: Class No.36, Pt 1 ®
Produced By MTA Canada
Hosted by Naseem Mehdi
01.10 Friday Sermon: ®
Delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV
02.15 Liqa Ma'al Arab: Session No.98 ®
With Arabic Speaking Guests
Rec: 07.11.95
03.15 Urdu Class: Lesson No.26 ®
Rec: 17.12.94
With Hadhrat Khalifatul Masih IV
04.20 Computers for Everyone: Part 79
Presenter: Mansoor Ahmad Nasir Sahib
Produced by MTA Pakistan
04.55 Majlis e Irfan: ®
Rec: 25.02.00
With Urdu Speaking Guests
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.55 Children's Corner: Class No.36, Pt 1 ®
Produced By MTA Canada
Hosted by Naseem Mehdi
07.25 MTA Mauritius: Children's Class
In French Language
08.25 MTA Qadian: Variety Programme
08.50 Introduction of Books: The Books of Hadhrat Khalifatul Masih I
Host: Fuzail Iyaz Ahmad Sahib
09.55 Urdu Class: Lesson No.26 ®
Rec: 17.12.94
With Hadhrat Khalifatul Masih IV
10.55 Indonesian Service: Tilawat, Children's Class, Dars Hadith, more......
12.05 Tilawat, News
12.40 MTA Variety
13.10 German Mulaqat:
Rec.26.02.00
With Hadhrat Khalifatul Masih IV
14.10 Bangali Service: Various Items
Produced by MTA Bangladesh
15.10 Quiz: Khutbat e Imam
Produced by MTA Pakistan
15.55 Children's Class: From London
16.55 German Service: Various Items
In German Language
18.05 Tilawat,
18.20 Urdu Class: Lesson No. 27
Rec:18.11.95
By Hadhrat Khalifatul Masih IV
19.20 Sports Review of the Year 2000
Produced By MTA International
19.55 Liqa Ma'al Arab: Session No.99
Rec: 08.11.95
With Arabic Speaking Guests
21.10 Arabic Programme: Children's Class
Produced by MTA Kababir
In Arabic Language
21.55 Children's Class: From London ®
Rec: 26.02.00
With Hadhrat Khalifatul Masih IV
22.55 German Mulaqat:
Rec.26.02.00
With Hadhrat Khalifatul Masih IV
And German Speaking Guests

Sunday 31st December 2000

00.05 Tilawat, News
00.50 Quiz Khutabat-e-Iman
Produced By MTA Pakistan
01.05 Liqa Ma'al Arab: Session No.99 ®
Rec: 08.11.95
With Arabic Speaking Guests
02.05 Canadian Children's Class:
Lesson No.61
Hosted By Naseem Mehdi Sahib
Produced By MTA Canada
03.05 Urdu Class: Lesson No. 27 ®
Rec:18.11.95
By Hadhrat Khalifatul Masih IV
04.50 Children's Class: From London ®
Rec: 26.02.00
With Hadhrat Khalifatul Masih IV
06.05 Tilawat, News
07.05 Quiz Khutbat-e-Imam ®
Produced By MTA Pakistan
07.10 German Mulaqat: ®
Rec.26.02.00
With Hadhrat Khalifatul Masih IV
And German Speaking Guests
08.15 Chinese Programme: Islam Among Other Religions, Part 20
Hosted By Usman Chou Sahib
08.40 Liqa Ma'al Arab: Session No.99 ®
Rec: 08.11.95
With Arabic Speaking Guests
09.50 Urdu Class: Lesson No. 27 ®
Rec:18.11.95
By Hadhrat Khalifatul Masih IV
10.55 Indonesian Service: Various Items
In Indonesian Language
Produced by MTA Indonesia
13.10 Tilawat, News
12.45 Learning Chinese:
Lesson No.194
Presented by Usman Chou Sahib
13.15 Mulaqat: Young Lajna & Nasirat
With Hadhrat Khalifatul Masih IV
Rec: 27.02.00
14.15 Bangali Service: Various Items
In Bangla Language
Produced by MTA Bangladesh
14.45 Friday Sermon: ®
Delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV
16.30 Children's Class: Lesson No.107, Final 1
Rec: 21.02.98
From London Mosque
16.55 German Service: Various Items
In German Language
Produced By MTA Germany
18.05 Tilawat, News
18.20 Urdu Class: Lesson No.28
Rec: 24.12.94
By Hadhrat Khalifatul Masih IV
19.30 Liqa Ma'al Arab: Session No.100
Rec: 09.11.95
With Arabic Speaking Guests
20.30 Zion City Conference: Part 3
Documentary of the Exhibition
21.35 News Review 2000
Produced by MTA International
22.50 Mulaqat: Young Lajna & Nasirat ®
Rec: 27.02.00
With Hadhrat Khalifatul Masih IV

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8870 8517
Fax: (020) 8875 0249

Vol. 7 Friday, December 22, 2000 Issue No. 51

پنجگانہ نمازوں، نماز تہجد، دعاؤں اور ذکر الٰہی سے معمور خالصۃً روحانی ماحول میں عظیم الشان دینی روایات کے ساتھ

قادیان دارالامان (انڈیا) میں

جماعت احمدیہ کے ۱۰۹ ویں جلسہ سالانہ کا نہایت کامیاب و بابرکت انعقاد

۳۵ ہزار سے زائد افراد کی شمولیت۔ ۲۳ ہزار سے زائد نو مبایعین جلسہ میں شامل ہوئے

متعدد غیر مسلم سیاسی و سماجی معروف شخصیات کی شرکت اور جماعت احمدیہ کی عالمی امن و رواداری کی تعلیم اور خدمت خلق کے کاموں پر خراج تحسین ۔ریڈیو، ٹی وی اوراخبارات کے ذریعہ جلسہ سالانہ کے پروگراموں کی وسیع پیمانے پر تشہیر

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کا ۱۰۹ واں جلسہ سالانہ قادیان (انڈیا) میں ۱۶، ۱۷، ۱۸ر نومبر ۲۰۰۰ء بروز جمعرات جمعہ ہفتہ اپنی شاندار روایات کے ساتھ جاری رہ کر نہایت کامیابی سے اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للہ۔

قادیان سے موصولہ رپورٹس کے مطابق ۱۶ر نومبر بروز جمعرات مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان نے جلسہ کا افتتاح فرمایا۔ پہلے اجلاس میں وزیر تعلقات عامہ پنجاب جناب نتھا سنگھ دالم تشریف لائے۔ اسی روز ۵۳ اخباری نمائندوں کے علاوہ جالندھر ٹی وی، ریڈیو اور Zee TV کے نمائندوں نے بھی شرکت کی۔

دوسرے روز جمعۃ المبارک کے وقت وسیع و عریض جلسہ گاہ آخری کناروں تک بھر گیا اور ہزاروں افراد کو باہر کھلی فضا میں نماز جمعہ ادا کرنا پڑی اور آخری اجلاس کے لئے جلسہ گاہ زنانہ اور مردانہ کو مزید وسیع کرنے کا انتظام کیا گیا۔

دوسرے اجلاس میں سابق وزیر خارجہ اور موجودہ ممبر پارلیمنٹ جناب آر۔ ایل۔ بھاٹیہ صاحب بھی تشریف لائے۔ اس روز جالندھر ریڈیو جلسہ کے متعلق مسلسل خبریں نشر کرتا رہا۔

تیسرے روز قادیان کے قرب و جوار کے دیہات سے قافلے اختتامی اجلاس تک جلسہ میں شامل ہوتے رہے۔ اختتامی اجلاس کے دوران تیز بارش ہوئی مگر حاضرین نے بڑی دلجمعی کے ساتھ جلسہ گاہ میں بیٹھ کر کارروائی سنی۔

ریاڑکی کالج تغلوالہ سے ۵۰۰ غیر مسلم طالبات نے بھی اجتماعی طور پر جلسہ میں شرکت کی اور زنانہ جلسہ گاہ میں بیٹھ کر استفادہ کیا۔

قابل ذکر امر یہ بھی ہے کہ پنجاب کے علاوہ دیگر صوبوں سے مجموعی طور پر ۱۰۴۔ اخباری نمائندے تشریف لائے۔

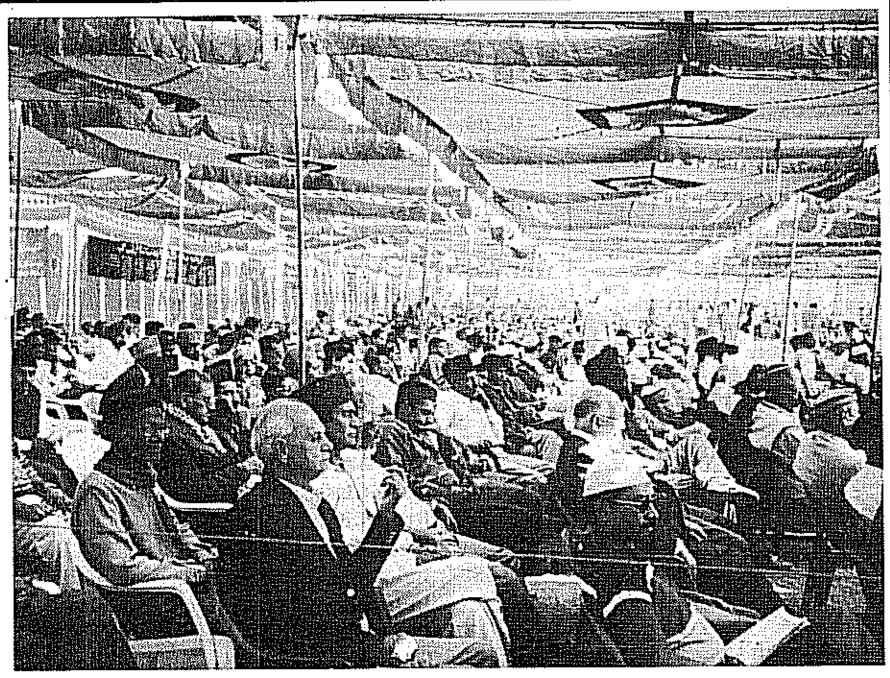

جلسہ سالانہ قادیان دارالامان کا ایک منظر

آخری اجلاس میں جناب پرکاش سنگھ بادل صاحب چیف منسٹر پنجاب نے اپنا تحریری پیغام بھجوایا جس میں انہوں نے جلسہ سالانہ کے انعقاد پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اپنی نہ ٹالی جانے والی مصروفیات اور مجبوریوں کی بنا پر جلسہ میں خود شامل نہ ہو سکنے کی وجہ سے جلسہ سالانہ کی جملہ انتظامیہ اور حاضرین سے معذرت کا اظہار کیا اور جماعت احمدیہ کا عالمی امن، آپسی پیار و محبت اور انسانیت کی قدر و قیمت کو بڑھاوا دینے کے لئے ہمیشہ اہم کردار ادا کرنے کی تعریف کی۔ انہوں نے اپنے پیغام میں کہا کہ جماعت کی طرف سے شروع کئے گئے مذہبی اور سماجی کاموں نے ایک منفرد اور مضبوط سماج کی تیاری میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

اختتامی اجلاس میں مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نومبایعین کو نصائح میں سے چند اقتباسات پڑھ کر سنائے اور پیارے آقا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے محبت بھرے سلام پر مشتمل دعائیہ پیغام سنایا اور اس طرح اجتماعی دعا کے ساتھ نعرہ ہائے تکبیر کے دوران جلسہ اپنے اختتام کو پہنچا۔

اختتامی اجلاس میں ڈپٹی کمشنر گورداسپور شری بی بکرم صاحب، پرنسپل سکھ نیشنل کالج، اے ڈی سی گورداسپور شری حسن لال صاحب، ایس ڈی ایم بٹالہ شری سکھر وال صاحب، ایس ایس پی براڑ اور

باقی صفحہ نمبر ۱۳ پر ملاحظہ فرمائیں

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْهُمْ تَسْحِيقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑادے۔

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت

قائداعظم کے پاکستان کا اکثریتی فیصلہ

روزنامہ "دن" (۲۳ر ستمبر ۲۰۰۰ء) کے کالم نویس محمد جمیل کا ایک شہ پارہ:

"صاحب الرائے حلقوں کا کہنا ہے کہ سیاستدانوں، سول اور ملٹری نوکر شاہی کے کارندوں حتی کہ عوام کے وہ طبقے جو باشعور ہیں وہ سب مشرقی پاکستان کے علیحدہ ہونے کے ذمہ دار ہیں کہ انہوں نے ایسے حالات پیدا کئے کہ **ملک کی اکثریت نے اقلیت سے علیحدہ ہونے کا فیصلہ کیا جو تاریخ میں اپنی قسم کی واحد مثال ہے**"۔

مجرموں کے ہاتھ لمبے تھے وہ باہر ہی رہے
قید خانوں میں عدالت چیختی پھرتی رہی

(فیاض تحسین)

☆......☆......☆

پاکستان میں اسلامی ممالک کے اربوں ڈالروں کی امداد کا مصرف

پاکستانی ادیب و مفکر جناب سعادت خیال کا روزنامہ "دن" کی مندرجہ بالا اشاعت میں لرزہ خیز انکشاف:

"افسوس کہ ......اسلامی تعلیم اور تبلیغ کے نام پر ہمارے بعض بڑے اسلامی ممالک بھی ہمارے ہاں اربوں ڈالروں کا خطیر سرمایہ باقاعدگی سے بھجوا رہے ہیں۔ لیکن فروغ اسلام سرمایہ کا کمال ہے کہ آج ایک اسلامی مملکت اور اللہ کے نام پر اغیار کے منہ سے اسلام کا قلعہ بنا کر کھینچے گئے ملک میں کسی بھی عبادتگاہ میں پولیس کے مسلح پہرہ کے بغیر اللہ کا نام لینے کا خطرہ مول نہیں لیا جا سکتا۔ **ساری اسلامی امداد اسلام کی بنیادی تعلیم کی جڑیں اکھاڑنے اور اللہ رسول کے نام کا ڈنکا بجانے والوں کو اللہ کے اس قلعہ اور گھر کا نام و نشان تک ختم کر دینے کے کام آ رہی ہے**"۔

الفاظ مختصر ہیں مگر ان میں سعودی عرب، کویت اور دوسرے عرب ممالک کی بخشش پر پلنے والے کوہاٹ اور چنیوٹ سے بنوری ٹاؤن کراچی تک کے "علماء ھم" کے کارناموں کا عبرت انگیز اور بلیغ نقشہ کھینچا گیا ہے۔

جناب خیال امروہوی کا ارشاد ہے۔

جنبش ابرو پہ سر ہوتا رہا مفتی کا سر
چند سکوں میں خطیب محترم بکتا رہا
سومناتی گاہکوں کی ٹولیاں آتی رہیں
پُرکشش الحاد کے بدلے حرم بکتا رہا